دار العلوم کراچی کا ترجمان
ماہنامہ
البلاغ
ماہ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ / دسمبر ۱۹۸۹ء
بانی
مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

جلد ۲۴

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ / دسمبر ۱۹۸۹ء

شمارہ

❁ نگراں :

حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی

❁ مدیر :

محمد تقی عثمانی

❁ ناظم :

شجاعت علی ہاشمی

قیمت فی پرچہ چھ روپے

سالانہ ستّر روپے

سالانہ بدل اشتراک :

بیرونِ ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک ورجسٹری :

ریاستہائے متحدہ امریکہ ۲۸۰/ روپے برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، نائجیریا
آسٹریلیا، نیوزی لینڈ ۲۳۰/ روپے (بنگلہ دیش ۸۰/ روپے) سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت ۲۰۰/ روپے

پبلشر: محمد تقی عثمانی دارالعلوم کراچی
پرنٹر: مشہور آفسٹ پریس، کراچی

خط و کتابت کا پتہ : ماہنامہ "البلاغ" دارالعلوم کراچی ۱۸۰
فون نمبر : ۳۱۱۲۱۷

ذکر و فکر

معارف و مسائل

مقالات و مضامین

نقد و تبصرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا عزیز الرحمن سواتی
استاذ دارالعلوم کراچی

ذکر و فکر

حمد و ستائش اس ذات کیلئے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود و سلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دُنیا میں حق کا بول بالا کیا

پچھلے کئی ماہ سے ملک کے اخبارات و رسائل اور ابلاغ عامہ کے دیگر ذرائع پر سیور ریفل نامی اسکیم کا بڑا چرچا ہے، عوام کو اس کی طرف راغب کرنے کیلئے تشہیر اور پروپیگنڈے کے مؤثر نفسیاتی حربے اختیار کئے گئے ہیں اور ایسی فضا قائم کردی گئی ہے کہ اس میں حصّہ لینے والا ہر آدمی مستقبل قریب میں اپنے آپ کو لکھ پتی بنتا دیکھ رہا ہے، یہ اسکیم لاٹری ہی کی ایک صورت ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے خالص قمار (جوے) کی ہے، جس کے ذریعہ عوام کو یہ باور کرادیا جاتا ہے کہ قرعہ اندازی میں جس کا نام نکل آئے گا اس کو پینتیس لاکھ، پچیس لاکھ، دس لاکھ، پانچ لاکھ اور دیگر لاتعداد انعامات سے نوازا جائے گا، ایک دفعہ قرعہ اندازی ہوجانے کے بعد دوسری دفعہ کیلئے اعلان کردیا جاتا ہے اور تاایں دم یہ سلسلہ جاری ہے، انعامات کی ان پرکشش رقموں سے متاثر ہوکر عاقبت نااندیش لوگ خالص موہوم امید پر اپنی جیبیں خالی کررہے ہیں، قمار کی اس

لعنت سے ایک طرف کروڑوں روپے کی دولت، محنت و مشقت کا پسینہ بہائے بغیر شاطرانہ چالوں سے چند ہاتھوں میں سمٹ رہی ہے، جبکہ دوسری طرف دین و شریعت کی رُو سے قطعی حرام فعل کو سرکاری سرپرستی میں پوری ڈھٹائی سے فروغ دیا جا رہا ہے، اسکیم کو چلانے والے اور اس میں حصہ لینے والے عاقبت نااندیش لوگوں کی عقلوں پر فریب کارانہ ترغیب و تحریص کا پردہ پڑا ہوا ہے اور وہ اِس حقیقت سے غفلت میں ہیں کہ جوے کا یہ کاروبار جہنم کی آگ اور گناہوں کی سوداگری کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جن دنوں یہ اسکیم جاری کی گئی تھی اُسی دوران ملک کے متعدد علماء کی طرف سے اِس کی شرعی حیثیت سے متعلق اخبارات میں بیانات آ گئے تھے اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا گیا تھا کہ اِس اجتماعی گناہ کو روکا جائے لیکن پاکستان کے عوام کو اپنی شامتِ اعمال سے اصحابِ اقتدار کے جس طبقہ سے واسطہ ہے، وہ بدیسی فکر کی آغوش میں پروان چڑھا ہے، اس کو جو منزلِ مقصود نظر آتی ہے، وہ یہ ہے کہ کس طرح اس قوم کو جلد از جلد امریکی سرمایہ دارانہ نظام کی تمام لعنتوں سے ہمکنار کر دیا جائے، قرآن و سنت کا تقاضا کیا ہے؟ اسلامی احکام کی رُو سے کسی عمل کی کیا حیثیت ہے؟ یہ سوالات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نگاہ میں فرسودہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ احتجاج کے باوجود یہ ناپاک کاروبار شد و مد کے ساتھ جاری ہے۔

صدر دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہم نے بھی مندرجہ ذیل اخباری بیان کے ذریعے عوام اور حکومت سے اس اسکیم کو بند کر دینے کی اپیل کی تھی:

> "سیور ریفل کے انعامات کے نام سے جو کاروبار کچھ عرصے سے ملک میں شروع ہوا ہے وہ قرآن و سنت کی رُو سے صریح قمار (جوے) کا کاروبار ہے جس میں حصہ لینا شرعاً حرام اور سخت حرام ہے۔ مسلمانوں پر شرعاً واجب ہے کہ اس کاروبار میں کسی بھی طرح حصہ لینے سے مکمل پرہیز کریں۔ قرآن کریم نے جوے کی ہر شکل کو مطلقاً حرام قرار دیکر مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۹ میں ارشاد ہے کہ:
>
> "اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ آپ سے شراب اور جوے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے بعض فائدے بھی ہیں، اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑا ہے۔"

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۹۰ میں ارشاد ہے کہ :

"اے ایمان والو! بلاشبہ شراب، جوا، بُت اور (جوے کے) تیر گندگی ہیں، شیطانی عمل کا حصہ ہیں، پس ان میں سے ہر ایک سے پرہیز کرو۔"

قمار پر مبنی یہ لاٹریاں درحقیقت اس حلال و حرام سے بے نیاز اور خدا و آخرت سے غافل سرمایہ دارانہ نظام کا ایک حصہ ہیں جو غریب عوام سے موہوم انعام کے لالچ میں ایک ایک پیسہ کھینچ کر کسی ایک یا چند افراد پر دولت کی بارش برسا دیتا ہے۔ لاکھوں آدمیوں سے دس دس روپے جمع کر کے جب کروڑوں کا سرمایہ ایک جگہ جمع ہو جاتا ہے تو اس کا دس پندرہ فی صد چند افراد میں انعام کے نام سے تقسیم کر دیا جاتا ہے، اور باقی عوام کے کروڑوں روپے سے صرف ایک فرد یا ادارے کی تجوری بھری جاتی ہے۔ اور غریب سے غریب عوام بھی دلکش انعامات کے لالچ میں اپنی رہی سہی پونجی ہر بار اس اُمید سے داؤ پر لگاتے رہتے ہیں کہ شاید اس بار یہ دلکش دولت ان کے حصے میں آجائے اور اس کے نتیجے میں غریب عوام کی دولت سمٹ سمٹ کر چند دولتمند ہاتھوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ جن مغربی ممالک میں جوے کا یہ کاروبار لاٹری اور ریفل کے نام سے جاری ہے، وہاں قوم کی قوم اس جنون کا شکار ہو چکی ہے، اور نہ جانے کتنے لوگ اس لالچ میں قلاش ہو گئے ہیں۔ انتہائی حیرت اور دُکھ کا مقام ہے کہ کھلے ہوئے قمار کا یہ کاروبار اتنے بڑے پیمانے پر اب پاکستان جیسے اسلامی ملک میں علی الاعلان شروع کر دیا گیا ہے ــــــ

ہم اولاً اس کاروبار کے ذمہ داروں سے یہ دردمندانہ اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک کا سینہ پہلے ہی نہ جانے کتنے دُکھوں سے بھرا ہوا ہے۔ اب خدا کیلئے اس ملک میں اللہ تعالیٰ کے احکام سے کھلی بغاوت کر کے اس میں مزید اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت نہ دیجئے، اگر اب تک اس کاروبار کی شرعی حیثیت پر توجہ دینے کا موقع نہیں ملا تھا تو اب قرآن کریم کے واضح احکام کے سامنے آجانے کے بعد اس کاروبار کو فوراً بند کر دیجئے۔ دوسری طرف حیرت کا مقام ہے کہ یہ کھلا ہوا جوا برسرِ عام ہو رہا ہے، اور حکومت اس کے بارے میں کوئی اقدام

نہیں کرتی۔ قرآن کریم کے مذکورہ احکام کا تو ہر مسلمان پابند ہے،
اس کے علاوہ پاکستان کی حکومت اپنے دستور اور آئین کی رُو سے بھی قمار
کو ختم کرنے کی پابند ہے۔ لہٰذا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس
کاروبار کو بند کرائے، اور آئندہ اس قسم کی کسی ریفل یا لاٹری کو ملک میں کام کرنے
کی ہرگز اجازت نہ دے جو سرمایہ دارانہ نظام کی اس بدترین لعنت کے فروغ
کا باعث ہو۔"

سیور ریفل جیسی اسکیمیں شرعی نقطۂ نظر سے قمار ہیں اور قمار حرام کی وہ شکل ہے جس کی
قطعی حرمت میں کوئی شبہ نہیں ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اس کو شراب نوشی اور بت پرستی
کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اسے نجاست اور شیطانی عمل قرار دیا ہے، اور سختی کے ساتھ اس سے
بچنے کی ہدایت کی گئی ہے، تعزیراتِ پاکستان کی رُو سے بھی مجرمانہ فعل ہے، اس سب کچھ
کے باوجود اس اسکیم کے رائج ہونے سے لوگوں میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہیں کہ مخصوص
خاندانوں یا بعض با اثر افراد کو نوازنے کیلئے قومی سطح پر، تمام مراعات کے ساتھ اس جوے
کا انتظام کیا گیا ہے۔

یہ ذاتی مفادات اتنے اہم ہیں کہ نہ قانون حرکت میں آتا ہے اور نہ شریعت کے
حکم پر کان دھرا جاتا ہے، اس کے برخلاف حکومت کے بعض وزراء کے ایسے بیانات بھی
پریس میں آچکے ہیں کہ چونکہ اس اسکیم سے عوامی مفاد وابستہ ہے اس لئے اس کو بند
نہیں کیا جائے گا۔

سرمایہ دارانہ ذہنیت کا یہ بھی ایک حربہ ہے کہ مؤثر پبلسٹی کر کے غریب عوام
کے دل و دماغ پر جادو کر دیا جاتا ہے، ہر آدمی کو یہ سبز باغ دکھایا جاتا ہے کہ دس پچاس
روپے کے ٹکٹ خرید کر، پچیس لاکھ روپے کی خطیر رقم انعام میں مل جائے گی، نفسیاتی
مسمریزم کے ان عوامل سے عام آدمی شیخ چلی کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے، چکا چوند کر دینے
والے اشتہارات جو قیمتی انعامات پر مشتمل ہوتے ہیں، ان سے منہ میں پانی آجاتا ہے اور وہ یہ
سمجھنے لگتا ہے کہ دولت کی دوڑ کے اس ماحول میں مادی امنگوں کی تکمیل کا وقت آپہنچا
ہے، جو کچھ پچاس، سو روپے کی رقم اس کے پلے ہوتی ہے وہ اس "پونجی" کو بھی لاٹری کے
ٹکٹ خرید کر اس کا بڑا حصہ تو اس سرمایہ دار کی جیب میں ڈال دیتا ہے جس نے غریبوں کی

ہمدردی" میں "عوامی مفاد" کی یہ اسکیم شروع کی ہے اور جس کی تشہیر پر وہ عوام کے غم میں لاکھوں کی رقم لُٹا رہا ہے ــــــ اس طرح لاکھوں غرباء کی رقم، ان کی جیبوں سے اُچک کر دو چار آدمیوں کو سرمایہ دار بنانے یا ان کا زورِ دولت بڑھانے کے کام آجاتی ہے، غریب کو محرومی کے سوا کچھ نہیں ملتا، عام آدمی بسا اوقات ایک ٹکٹ خریدنے پر بھی اکتفا نہیں کرتا بلکہ دس لاکھ پتی بننے کے موہوم لالچ میں وہ اپنی ناگہانی ضرورت، بیٹی کی رخصتی، کسی مریض کے علاج یا کفن دفن کیلئے ہزار پانچ سو کی پس انداز رقم بھی اس "کاروبار" میں لگا دیتا ہے ــــ یہ ہے وہ "عوامی مفاد" جس کے سامنے قرآن کا حکم، کسی خیر خواہ کی التجا یا عقل و خرد کی کوئی اپیل قابلِ شنوائی نہیں ہے ؎

بایں عقل و دانش بباید گریست

آخرت میں جو اس حرام کا وبال ہے ایک مسلمان کیلئے اسی اخروی باز پرس کا احساس ہی کافی ہو جانا چاہیئے لیکن دنیاوی لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے تو شیخ چلی کی یہ ذہنیت معاشی یا نفسیاتی کسی بھی انسان کے مفاد میں نہیں ہے، ان ناجائز طریقوں کو اختیار کرنے سے اچھے اخلاق کا جنازہ نکل جاتا ہے اور ان کی جگہ خود غرضی، حرص و ہوس اور ھل من مزید کا بھوت نت نئے فریب کارانہ ہتھکنڈوں میں نمودار ہونے لگتا ہے، سعیِ جمیل کا معروف اور مبارک راستہ چھوٹ جاتا ہے اور انسان کا جذبۂ جہد و عمل زنگ آلود ہو کر رہ جاتا ہے،

اس طرح کی اسکیمیں اجتماعی طور پر بھی ملک و ملت کیلئے بڑے خسارے کا ذریعہ بن جاتی ہیں، ہر کلمہ گو مسلمان کو یہ حقیقت باور کر لینی چاہیئے کہ اس وطنِ اسلامی میں حرام کی ترویج ہر لحاظ سے خطرناک ہے، گُناہ کا ایسا کاروبار کافر کو تو راس آسکتا ہے لیکن مسلمان ایسے کاروبار سے پنپ نہیں سکتا، آج ملک کے عوام جس گھُٹن، بدامنی، بیروزگاری، کساد بازاری اور لوٹ کھسوٹ سے دوچار ہیں یہ سب کچھ اسی طرح کے اجتماعی گُناہوں کا شاخسانہ، اور عذابِ الٰہی ہے، اکلِ حلال کا بند جب ٹوٹ جاتا ہے تو حرص و ہوس کا سیلاب سب کچھ بہا لیجاتا ہے، دین و شریعت کی پابندی اور وطن کی وفاداری بھی اسی کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔

کیا ہیروئن، بردہ فروشی، رشوت خوری، ملاوٹ، ڈاکہ زنی اور دشمن کیلئے جاسوسی یہ سب کچھ بیورریفل ہی کیطرح ہوسِ زر کے وہ حربے نہیں ہیں جن کے ذریعہ مختصر وقت میں کروڑ پتی بننے کے خواب پورے ہوتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔
ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

دنیا میں دولت
کی عام فراوانی فساد کا سبب ہے

معارف القرآن ٭ سورۂ شوریٰ ٭ آیت ۲۷ تا ۳۵

خلاصہ تفسیر: ——— اور (اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت کے آثار میں سے یہ ہے کہ اس نے سب آدمیوں کو زیادہ مال نہیں دیا، کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لئے (بحالات موجودہ جیسی ان کی طبیعتیں ہیں) روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں (بالعموم) شرارت کرنے لگتے ہیں (کیونکہ جب سارے انسان مالدار ہوتے اور کوئی کسی کا محتاج نہ ہوتا کوئی بھی کسی سے کچھ نہ لیتا) لیکن (یہ بھی نہیں کیا کہ بالکل ہی کسی کو کچھ نہ دیا ہو، بلکہ) جتنا رزق چاہتا ہے انداز (مناسب) سے (ہر ایک کے لئے) اُتارتا ہے (کیونکہ) وہ اپنے بندوں (کے مصالح) کو جاننے والا (اور اُن کا حال) دیکھنے والا ہے اور وہ ایسا، (رحیم) ہے جو (بسا اوقات) لوگوں کے نا اُمید ہو جانے کے بعد مینہہ برساتا ہے اور اپنی رحمت (کے آثار دنیا میں) پھیلاتا ہے (آثار سے مراد نباتات اور پھل پھول ہیں) اور وہ (سب کا) کارساز اور اس کارسازی پر) قابل حمد (وثنا) ہے اور منجملہ اس کی (قدرت کی) نشانیوں کے پیدا کرنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جانداروں کا جو اس نے زمین و آسمان میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ (قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے) اُن (مخلوقات) کے جمع کر لینے پر بھی جب وہ (جمع کرنا) چاہے قادر ہے اور (وہ انتقام لینے والا مگر ساتھ ہی معاف کرنے والا بھی ہے چنانچہ) تم کو (اے

گناہگارو) جو کچھ مصیبت (حقیقتاً) پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے اور پھر بھی ہر گناہ پر نہیں، بلکہ بعض بعض گناہوں پر) اور بہت (سے گناہوں) درگذر ہی کر دیتا ہے (خواہ دونوں جہاں میں یا صرف دنیا میں) اور (اگر وہ سب پر مواخذہ کرنے لگے تو) تم زمین (کے کسی حصہ) میں (پناہ لیکر اس کو) ہرا نہیں سکتے اور (ایسے وقت میں) خدا کے سوا تمہارا کوئی حامی مددگار نہیں (ہو سکتا) اور منجملہ اُس کی (قدرت کی) نشانیوں کے جہاز ہیں سمندر میں (ایسے اونچے) جیسے پہاڑ (مراد یہ ہے کہ اُن کا سمندر میں چلنا دلیل ہے حق تعالیٰ کی عجیب صناعی کی ورنہ) اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھیرا دے تو وہ (جہاز) سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں (یہ اُسی کا کام ہے کہ ہوا کو چلاتا ہے اور اس سے وہ جہاز چلتے ہیں) بے شک اس میں (قدرت پر دلالت کرنے والی) نشانیاں ہیں ہر صابر و شاکر (یعنی مؤمن) کے لئے (اس کی تشریح سورۂ لقمان کے آخری رکوع میں اسی قسم کے جملہ کے تحت گزر چکی۔ غرض اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر کے جہاز کو کھڑا کر دے) یا (اگر وہ چاہے زور کی ہوا چلا کر) اُن جہازوں (کے سواروں) کو اُن کے اعمال (بد کفر وغیرہ) کے سبب تباہ کر دے اور (ان میں) بہت سے آدمیوں سے درگزر کر جاوے (یعنی اُس وقت غرق نہ ہوں گو آخرت میں سزایاب ہوں) اور (اس تباہی کے وقت ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں معلوم ہو جاوے کہ (اب) ان کے لئے کہیں بچاؤ (کی صورت) نہیں (کیونکہ ایسے اوقات میں وہ بھی اپنے مزعومہ شرکاء کو عاجز سمجھتے تھے)

معارف و مسائل

ربط اور شانِ نزول ان آیات میں باری تعالیٰ نے عقیدۂ توحید کو ثابت کرنے کے لئے اپنی اس حکمتِ بالغہ کا تذکرہ فرمایا ہے جس کے ذریعہ اس نے کائنات کو ایک مستحکم نظام میں جکڑا ہوا ہے، اور مقصد یہ ہے کہ کائنات کا یہ مستحکم نظام اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کوئی حکیم و خبیر ذات اسے چلا رہی ہے۔

اس مضمون کی ابتدا باری تعالیٰ نے اپنے اس نظامِ معیشت کی طرف اشارہ فرما کر کی ہے جو اُس نے اپنی حکمت سے دنیا میں جاری فرمایا ہے اور یہ مضمون پچھلی آیات سے اس طرح مربوط ہے کہ گزشتہ آیتوں میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی عبادت کو قبول فرماتا ہے۔ جس میں اُن کی دُعاؤں کی قبولیت بھی داخل ہے۔ اب یہاں یہ اشکال ہو سکتا تھا کہ یہ بات بکثرت مشاہدہ میں آتی ہے کہ مسلمان اپنے کسی دنیوی مقصد کے لئے دعا کرتا ہے۔ لیکن وہ مقصد پورا نہیں ہوتا اس اشکال کا جواب مذکورہ بالا آیات میں سے پہلی آیت میں دیا گیا ہے۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ انسان کی ہر خواہش کا پورا ہونا بعض اوقات خود اس کی انفرادی یا اجتماعی مصلحت کے خلاف ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی وقت کسی انسان کی کوئی دعا بظاہر قبول نہ ہو تو اس کے پیچھے کائنات کی وہ عظیم مصلحتیں ہوتی ہیں جنہیں اس کے علیم و حکیم خالق کے سوا کوئی نہیں جانتا، اگر دنیا کے ہر انسان کو ہر قسم کا رزق اور ہر قسم کی نعمتیں عطا کر دیجائیں تو دنیا کا یہ نظام حکمت کے ساتھ چل ہی نہیں سکتا۔

(تفسیر کبیر)

چنانچہ بعض روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ آیت ان مومنین کے بارے میں نازل ہوتی تھی جو کافروں کی مال و دولت دیکھ کر تمنا کیا کرتے تھے کہ یہ وسعت و فراخی ہمیں بھی حاصل ہو جائے امام بغوی نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے بنو قریظہ، بنو نضیر، اور بنو قینقاع کے مال و دولت کو دیکھا تو ہمارے دلوں میں بھی مالداری کی تمنا پیدا ہوئی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ میں سے بعض حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مالدار بنا دے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (روح المعانی وغیرہ)

دنیا میں دولت کی عام فراوانی فساد کا سبب ہے ‎| بہرکیف! آیت میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے اگر دنیا کے ہر فرد پر ہر قسم کے رزق اور ہر قسم کی نعمت کی فراوانی کر دی جاتی تو انسانوں کا ایک دوسرے کے خلاف بغی و فساد حد سے بڑھ جاتا۔ اس لئے کہ دولت کی فراوانی کی وجہ سے کوئی کسی کا محتاج ہوتا اور نہ کوئی کسی سے دبتا، دوسری طرف دولت مندی کی ایک خاصیت یہ ہے کہ جتنی دولت بڑھتی ہے اتنا ہی حرص و ہوس میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک دوسرے کی املاک پر قبضہ جمانے کے لئے زور و زبردستی کا استعمال عام ہو جاتا۔ لڑائی جھگڑے، سرکشی اور دوسری بداعمالیاں حد سے زیادہ بڑھ جاتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر فرد کو ہر قسم کا رزق اور ہر قسم کی نعمت دینے کے بجائے ان نعمتوں کو اپنے بندوں پر اس طرح تقسیم کیا ہے کہ کسی کے پاس مال و دولت زیادہ ہے کوئی صحت و قوت میں دوسرے سے بڑھا ہوا ہے۔ کوئی حسن و جمال سے مالامال ہے۔ کسی کے پاس علم و حکمت کی دولت دوسروں سے زیادہ ہے۔ غرض ہر شخص کسی نہ کسی چیز کے لئے دوسروں کا محتاج ہے اور اسی باہمی احتیاج پر تمدن کی عمارت قائم ہے۔ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ کا مطلب یہی ہے کہ اللہ نے اپنی نعمتیں ایک خاص انداز سے دنیا کے لوگوں پر نازل کی ہیں اور آگے اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ (بلاشبہ وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے) فرما کر اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کس شخص کے لئے کون سی نعمت مناسب ہے اور کون

سی نقصان دہ ؟ لہٰذا اس نے ہر شخص کو مناسب نعمتیں دی ہیں، اور اگر کسی سے کوئی نعمت سلب فرمائی ہے تو وہ اس کی اور پورے عالم کی مصلحت ہی کی بنا پر سلب کی ہے اور یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر فرد کے بارے میں یہ مصلحت ہماری سمجھ میں بھی آجائے، کیونکہ یہاں ہر انسان اپنی معلومات کے ایک محدود دائرے میں رہ کر سوچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پوری کائنات کی مصلحتیں ہیں۔ اس لئے اس کی تمام حکمتوں تک رسائی ممکن ہی نہیں ہے ۔ اس کی ایک محسوس نظیر یہ ہے کہ ایک دیانتدار سربراہِ مملکت بسا اوقات ایسے احکام جاری کرتا ہے جو بعض افراد کے خلاف پڑتے ہیں اور وہ ان کی وجہ سے مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ جو شخص اس طرح مصائب کا شکار ہوا ہے وہ چونکہ صرف اپنے مفاد کے محدود دائرہ میں رہ کر سوچ رہا ہے ۔ اس لئے ممکن ہے کہ اسے سربراہِ مملکت کا یہ اقدام بُرا محسوس ہو، لیکن جس شخص کی نگاہ پورے ملک و قوم کے حالات پر ہے اور جو یہ سمجھتا ہے ۔ کہ کسی ایک شخص کے مفاد پر پورے ملک کو قربان نہیں کیا جاسکتا، وہ اس اقدام کو بُرا خیال نہیں کرتا، اب جو ذات پوری کائنات کا نظام چلا رہی ہے اس کی حکمتوں کا احاطہ آخر کیسے کیا جاسکتا ہے اگر یہ نکتہ ذہن میں رہے تو وہ اوہام اور وسوسے خود بخود کافور ہو سکتے ہیں جو دنیا میں کسی شخص کو گرفتار مصائب دیکھ کر پیدا ہوتے ہیں ۔

اسی آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں کا مال و دولت میں مساوی ہونا نہ ممکن ہے ۔ نہ مطلوب اور نہ نظام عالم کی تکوینی مصلحتیں اس کا تقاضا کرتی ہیں ۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل انشاء اللہ سورۂ زخرف کی آیت نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ الخ کے تحت آئے گی ۔

جنت اور دنیا کا فرق | یہاں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ جنت میں تو تمام انسانوں پر ہر قسم کی نعمتوں کی فراوانی کر دی جائے گی، وہاں یہ چیز فساد کا سبب کیوں نہیں ہوگی، اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں فساد کا سبب مال و دولت کی فراوانی کے ساتھ حرص و ہوس کے وہ جذبات ہیں جو دولت مندی کے ساتھ ساتھ عموماً بڑھتے ہی رہتے ہیں ۔ اس کے برخلاف جنت میں نعمتوں کی عام بارش تو ہوگی لیکن حرص و ہوس اور سرکشی کے یہ جذبات ختم کر دئے جائیں گے چنانچہ وہاں یہ فساد رونما نہیں ہوگا ۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاصۂ تفسیر میں " بحالات موجودہ " کے الفاظ اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے بڑھائے ہیں ۔ (بیان القرآن)

اب یہاں یہ اعتراض قطعی فضول ہے کہ دنیا میں بھی مال و دولت کی فراوانی کر کے حرص و ہوس کے جذبات کیوں نہ ختم کر دیئے گئے ؟ کیونکہ دنیا کی تخلیق کا مقصد ہی ایک ایسا جہان پیدا کرنا ہے جو خیر و شر دونوں کی قوتوں سے مرکب ہو، اس کے بغیر، انسانوں کی وہ، آزمائش ممکن

ہی نہیں ہے جو تخلیق عالم کا اصل منشا ہے ۔ لہٰذا اگر یہاں انسانوں میں سے یہ جذبات ختم کر دئے جاتے تو دنیا کی پیدائش کا مقصد اصلی ہی فوت ہو جاتا ۔ اس کے برخلاف جنت خالص خیر پر مشتمل ہوگی، اس لئے وہاں یہ جذبات ختم کر دیئے جائیں گے ۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا ۔ (ور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہہ برساتا ہے) یوں تو اللہ تعالیٰ کی عام عادت ہے کہ جب زمین کو پانی کی شدید ضرورت ہوتی ہے، بارش برسا دیتے ہیں ۔ لیکن یہاں " ناامید ہو جانے کے بعد " فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ کبھی کبھی باری تعالیٰ مینہہ برسانے میں عام عادت کے خلاف اتنی تاخیر کر دیتے ہیں جس سے لوگ ناامید ہونے لگیں ۔ اس سے آزمائش کے علاوہ اس بات پر تنبیہہ مقصود ہوتی ہے کہ بارش اور قحط سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ جب چاہتا ہے لوگوں کی بداعمالیوں وغیرہ کی بنا پر بارش روک لیتا ہے ۔ تاکہ لوگ اس کی رحمت کی طرف متوجہ ہو کر اس کے سامنے عجز و نیاز کا مظاہرہ کریں ۔ ورنہ اگر بارش کا بھی کوئی لگا بندھا وقت ہوتا ۔ جس سے کبھی سرمو انحراف نہ ہوتو لوگ اُسے خالصتاً ظاہری اسباب کے تابع سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بے توجہ ہو جاتے اور یہاں " ناامید " ہونے سے مراد اپنی تدبیروں سے ناامید ہونا ہے ورنہ اللہ کی رحمت سے مایوسی تو کفر ہے ۔

وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ ۔ " دَابَّۃ " اصل لغت میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے اختیار سے چلنے اور حرکت کرنے والی ہو ، بعد میں یہ لفظ صرف جانوروں کے لئے استعمال ہونے لگا ہے اس آیت میں آسمان اور زمین دونوں کی طرف نسبت کر کے یہ کہا گیا ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی چلنے والی مخلوقات پیدا کی ہیں ۔ زمین پر یہ چلنے والی مخلوقات تو ظاہر ہیں، آسمان میں ان سے مراد ملائکہ بھی ہو سکتے ہیں ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آسمانوں میں کچھ ایسے جانور موجود ہوں جو ابھی تک انسان کے علم میں نہیں آسکے ۔

بہرکیف ! مقصد یہ ہے کہ گو نظام عالم کی مصلحت سے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مال و دولت میں وسعت عطا نہیں کی ، بلکہ ایک حکیمانہ انداز سے رزق کی تقسیم فرمائی ہے لیکن کائنات کی جو نعمتیں عمومی فائدے کی ہیں ، اُن سے ہر شخص کو بہرہ اندوز کیا ہے ، بارش بادل ، زمین ، آسمان اور ان کی مخلوقات سب انسانوں کے فائدے کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور یہ سب چیزیں اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں ، اس کے بعد کسی شخص کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے اپنے اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے ۔ لہٰذا اُسے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنے کے بجائے اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیئے ۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔
کا یہی مطلب ہے۔ حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جس شخص کو کسی لکڑی سے کوئی خراش لگتی ہے، یا کوئی رگ دھڑکتی ہے یا قدم کو لغزش ہوتی ہے یہ سب اس کے گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے اور ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ نہیں دیتے بلکہ جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں وہ ان سے بہت زیادہ ہیں۔ جن پر کوئی سزا دیجاتی ہے۔ حضرت اشرف المشائخ نے فرمایا کہ جس طرح جسمانی اذیتیں اور تکلیفیں گناہوں کے سبب آتی ہیں اسی طرح باطنی امراض بھی اکسی گناہ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جب آدمی سے کوئی ایک گناہ سرزد ہوگیا تو وہ سبب بن جاتا ہے دوسرے گناہوں میں مبتلا ہونے کا، جیسا کہ حافظ ابن قیم نے الدواء الشافی میں لکھا ہے کہ گناہ کی ایک نقد سزا یہ ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح نیکی کی ایک نقد جزاء یہ ہے کہ ایک نیکی دوسری نیکی کو کھینچ لاتی ہے۔

بیضاوی وغیرہ نے فرمایا کہ یہ آیت اُن لوگوں کے لئے مخصوص ہے، جن سے گناہ سرزد ہوسکتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے معصوم ہیں یا نابالغ بچے اور مجنون جن سے کوئی گناہ نہیں ہوتا، اُن کو جو تکلیف و مصیبت پہنچتی ہے وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ اس کے دوسرے اسباب اور حکمتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً رفع درجات اور درحقیقت ان کی حکمتوں کا احاطہ انسان نہیں کرسکتا (واللہ اعلم)

فائدہ: ــــــــــ بعض روایاتِ حدیث سے ثابت ہے کہ جن گناہوں پر کوئی سزا دنیا میں دیدی جاتی ہے۔ مؤمن کے لئے اس سے آخرت میں معافی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حاکم نے مستدرک میں اور بغوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ (مظہری)

مفتی محمد رفیع عثمانی
صدر دارالعلوم کراچی

قسط ۱۳

محاذ ارغون کی صورت حال:

جلیو انجھوتے کی وجہ سے مجاہدین کی پاکستان آمد و رفت میں مشکلات پیدا ہونے لگی تھیں کمانڈر زبیر احمد خالد صاحب سے ملاقات بھی آسان نظر نہ آتی تھی، کیونکہ وہ محاذ پر تھے ــــ لیکن جولائی ۱۹۸۸ء میں بقرعید سے غالباً کچھ روز بعد وہ اچانک دارالعلوم پہنچ گئے اور سیدھے میرے دفتر میں تشریف لے آئے۔ چند اور مجاہدین بھی ساتھ تھے ــ چہرے پر وہی مسکراہٹ اور تازگی، ہر ادا میں وہی محبت وانکساری اور سپاہیانہ وقار۔ کراچی چند گھنٹوں کیلئے آئے تھے اور تھوڑی دیر بعد محاذ پر واپس جانے والے تھے ــــ اس غیر متوقع ملاقات کا لطف آج بھی محسوس ہوتا ہے ــــ جو سامان پچھلے مہینوں کے دوران ہم نے مجاہدین کیلئے محاذ پر بھیجا تھا اُس پر خوشی کا اظہار کیا، اور بتایا کہ وہ ہمارے بہت کام آرہا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ دشمن کی چوکی "زامہ خولہ" پر ہمارے حملے پے در پے جاری ہیں، جبتک یہ چوکی فتح نہ ہو "ارغون چھاؤنی" پر حملے کا کوئی راستہ نہیں، اس لئے آجکل ہمارے تمام حملے اسی چوکی پر ہو رہے ہیں اور حملوں کی شدت میں برابر اضافہ ہو رہا ہے ــــ لیکن یہ چوکی پوری کی پوری زمین دوز ہے، ہمارے گولوں، راکٹوں اور میزائلوں سے اُن کا کچھ جانی اور مالی نقصان تو ضرور ہوتا ہے،

جس سے وہ ہر وقت ہراساں اور پریشان رہتے ہیں، لیکن ان حملوں سے ہم اُسے فتح نہیں کر سکتے۔ فتح کرنے کیلئے چوکی میں گھُس کر بھرپور حملہ ضروری ہے۔ مشکل ترین مسئلہ بارودی سرنگوں کا ہے، جو دشمن نے اس چوکی کے ہر طرف دُور دُور تک بچھا رکھی ہیں، چوکی تک پہنچنے کے جتنے راستے ممکن ہیں اُن سب کو، اور ارد گرد کے سارے ندی نالوں، پہاڑیوں، ٹیلوں، اور میدانوں کو بارودی سرنگوں سے پاٹ رکھا ہے، ان سے ابتک ہمارے کئی مجاہد شہید، اور کئی شدید زخمی ہو کر ٹانگوں وغیرہ سے معذور ہو چکے ہیں۔ خصوصاً چوکی کے متصل تو چاروں طرف تاروں والی بارودی سرنگوں کی ١٥ گز چوڑی باڑھ لگی ہوئی ہے جس میں کہیں ایک قدم رکھنے کی گنجائش نہیں ـــــ تاہم بارود کے یہ ڈھیر انشاء اللہ اب ہمارے راستے میں دیر تک حائل نہیں رہ سکیں گے۔ ہمارے ساتھیوں کی بے پناہ خواہش ہے کہ انہیں اسی حال میں اجازت مل جائے تو وہ جانوں پر کھیل کر بارودی سرنگوں کی اس باڑھ میں گھُس جائیں، اس طرح کئی ساتھی شہید تو ضرور ہوں گے، مگر یہ بھی یقین ہے کہ کچھ ساتھی پھر بھی اس باڑھ کو عبور کر کے چوکی میں جا گھُسیں گے اور اُس کو فتح کر لیں گے ـــــ کمانڈر زبیر صاحب نے قدرے تلملاتے ہوئے کہا ـــــ "لیکن صوبہ پکتیکا کے افغان کمانڈر مولانا ارسلان رحمانی صاحب نے اپنی شفقت کے باعث ابھی تک ہمیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی"۔ بہرحال تیاری تیزی سے جاری ہے، ارغون کے محاذ پر جتنی مجاہد تنظیموں کے مراکز ہیں، اُن سب سے رابطہ ہے، اور یہ طے ہو چکا ہے کہ یہ حملہ ساری تنظیمیں مل کر مشترک منصوبہ بندی سے کرینگی۔ چوکی زامہ خولہ کو فتح کرنے کے بعد انشاء اللہ ارغون چھاؤنی کی فتح آسان ہو جائے گی ـــــ دشمن بھی جانتا ہے کہ اس پر بھرپور حملہ ہونے والا ہے، چنانچہ اُس نے حال ہی میں ایک خطرناک چال یہ چلی کہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ پاکستان کے بعض سرحدی آزاد قبائل میں بہت سے لوگوں کو نقدی، کلاشنکوفیں اور دیگر اسلحہ دیکر مجاہدین کے خلاف کھڑا کر دیا، اور ایک دن سینکڑوں افراد کا ایک لشکر دن دہاڑے سرحد پار کر کے ارغون کی طرف روانہ ہوا تاکہ ارغون چھاؤنی کی فوج کے ساتھ مل کر اُس کی قوت میں اضافہ کرے، مولانا ارسلان رحمانی صاحب کو اس کی اطلاع ہو گئی، اُن کے حکم پر مجاہدین راستوں میں مورچے سنبھال کر بیٹھ گئے۔ اس لشکر کے وہاں پہنچنے پر جنگ ہوئی، کمیونسٹوں کے کئی ایجنٹ مارے گئے، ٢٠٣ کو ہم نے گرفتار کر لیا، بحمد اللہ اُن کا ایک فرد بھی ارغون نہیں پہنچ سکا۔ یہ قبائلی مسئلہ ہے اور مجاہدین کیلئے خاصا پریشان کن ہے، اس لئے آجکل ہم اسے بھی سلجھانے میں لگے ہوئے ہیں۔

کمانڈر زبیر صاحب نے بتایا کہ ایک کام ہم نے یہ شروع کیا ہے کہ اپنے نائب کمانڈر مولوی عبدالرحمٰن فاروقی کی قیادت میں چیدہ چیدہ مجاہد ساتھیوں کو پوسٹ زامہ خولہ کے انتہائی قریب جا کر

پوسٹ کے نقشے بنانے، مورچے کھودنے اور بارودی سُرنگیں صاف کرنے پر لگا دیا ہے، ہماری کوشش یہ ہے کہ بھرپور حملے سے پہلے ایک دو راستوں کو بارودی سُرنگوں سے ممکن حد تک صاف کر دیا جائے۔ یہ کام راتوں کو خفیہ طور پر بہت احتیاط سے کرنا پڑتا ہے، ہمارے یہ ساتھی اس خطرناک مہم کو بڑی جانفشانی اور مہارت سے انجام دے رہے ہیں۔

وہ کل کے غم و عیش پہ کوئی حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے

کمانڈر زبیر صاحب میرے پاس سے اُٹھنے لگے تو یہاں رکھے ہوئے اُس سامان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے جو ہم نے محاذ پر بھیجنے کیلئے مزید جمع کیا تھا، اس میں کچھ فوجی بوٹ، کچھ پوستینیں اور جیکٹیں وغیرہ تھیں، مَیں نے اُن کو بتایا کہ ایک دو روز میں انشاء اللہ مزید کچھ سامان جمع ہو جائیگا تو یہ سب چیزیں جلد ہی آپکے پاس بھیجدی جائینگی ___ جیپ کے پاس پہنچکر وداعی مصافحہ کرنے لگے تو میں نے اُن کے دونوں ہاتھ تھام کر "آیۃ الکرسی کا عمل" پھر یاد دِلایا، اس عمل سے فارغ ہو کر ہنستے ہوئے کہنے لگے "آپ مجھے شہید نہیں ہونے دینگے، شہادت تو میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا ہے۔"

___ پھر وہ زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے رخصت ہو گئے کہ

جذبۂ شوقِ شہادت ہے متاعِ زندگی
اس کا چرچا کارواں در کارواں کرتے چلو (حضرت کیفی)

نئی رفعتوں کی سمت گامزن
سالانہ منافع میں مزید بہتری

منافع برائے ۸۹-۱۹۸۸ء

۱٫۹۰ روپے فی یونٹ

۸۹-۱۹۸۸ء کے دوران یونٹوں کی مجموعی فروخت ۱٫۷۲۰ ملین روپے رہی جو ادارے پر یونٹ خریداروں کے روز افزوں اعتماد کا مظہر ہے۔

کارکردگی
ایک نظر میں

(ملین روپوں میں)

	۸۹-۱۹۸۸ء	۸۸-۱۹۸۷ء	۸۷-۱۹۸۶ء
یونٹ کی مجموعی فروخت	۱٫۷۲۰٫۱	۱٫۲۷۰٫۵	۶۷۱٫۸
دوران سال حصص میں سرمایہ کاری	۷۵۳٫۱	۶۱۲٫۸	۱۶۲٫۰
کل سرمایہ کاری			
ا) بلحاظ قیمت خرید	۴٫۳۸۹٫۴	۳٫۸۳۸٫۳	۲٫۸۰۳٫۸
ب) بلحاظ مروجہ قیمت	۶٫۹۳۶٫۵	۵٫۸۸۶٫۹	۴٫۲۲۳٫۹
آمدنی	۸۶۱٫۵	۵۹۶٫۳	۳۱۹٫۳
فی یونٹ منافع کی شرح (یونٹ کی ابتدائی قیمت خرید پر) %	۱۶٫۲	۱۵٫۶	۱۵٫۳

این آئی ٹی یونٹ میں سرمایہ کاری محفوظ ہے اور رقم کی واپسی کی سہولت کے علاوہ حسبِ قواعد انکم ٹیکس میں چھوٹ بھی ملتی ہے۔

این آئی ٹی سرمایہ کاری کا قابلِ اعتماد ادارہ
نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ لمیٹڈ

UNITED

PID-I-9-9/89

حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل میمن مدنی مدظلہم العالی
(مقیم کینیڈا)

مناقب صحابہؓ

(قسط ۳)

صحابہ کو ناراض کرنے سے اللہ کی ناراضگی

چونکہ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے تھے اس لئے احادیث میں ان کو ناراض کرنے کو اللہ کے ناراض کرنے کے برابر فرمایا گیا ہے۔

عن عائذ بن عمرو قال ان ابا سفیان اتی علی سلمان وصهیب وبلال رضی الله عنهم فی نفر من المدینة فقالوا ما اخذت سیوف الله من عنق عدو الله ما خذها فقال ابو بکر تقولون هذا الشیخ قریش وسیدهم فاتی ابو بکر النبی صلی الله علیه وسلم فاخبر فقال یا ابا بکر اغضبتهم لئن کنت اغضبتهم لقد اغضبت ربك فاتاهم ابو بکر فقال یا اخوتاه اغضبتکم؟ قالوا لا یغفر الله لك یا اخی۔
(مسلم)

حضرت عائذ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو سفیان (صلح حدیبیہ کے زمانے میں قبول اسلام سے پہلے) مدینہ آئے ہوئے تھے ان کا گزر فقراء صحابہ کی جماعت حضرت سلمان، صہیب اور بلال وغیرہ پر ہوا۔ ان حضرات نے (ابو سفیان پر چوٹ کستے ہوئے) کہا اللہ تعالیٰ کی تلوار نے ابھی تک اس دشمن سے اپنا انتقام نہیں لیا (جو مرنے سے پہلے یہاں گھومتا پھر رہا ہے)۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ (ان حضرات کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا) سردار قریش کے بارے میں تم لوگ ایسی بات کہتے ہو! اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! وہ حضرات کہیں اس بات سے تم سے

ناراض نہ ہوگئے ہوں - اگر وہ ناراض ہوں گے تو اللہ بھی تم سے ناراض ہوگا - یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ ان تینوں کے پاس واپس لوٹ کر آئے اور ان سے پوچھا کہ اے میرے بھائیو! کیا میری بات سے تم ناراض ہوگئے ہو - انہوں نے کہا کہ نہیں، ہم ناراض نہیں ہوئے اور اے بھائی اللہ تعالیٰ بھی آپ کو معاف فرمائے -

ف: ______ حضرت ابوسفیان قریش کے سرداروں میں سے تھے اور اسلام اور مسلمانوں کے ہمیشہ در پے آزار رہتے تھے اس حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے - اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے، اسی لئے حضرات صحابہ کرام کو ان کا اس طرح مدینہ میں آزادی سے گھومنا پھرنا ناگوار ہوا - جس کی بنا پر ان کی زبان سے مذکورہ کلمات نکلے - حضرت ابوبکر صدیق رضی نے حضرت ابوسفیانؓ کی تالیف قلب کی خاطر اور نیز اس لئے کہ اس وقت ان کو امان حاصل تھی - اس امان کی رعایت فرماتے ہوئے ان حضرات صحابہ کرام کو تنبیہ فرمائی تھی - مگر اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو تنبیہ کرنے پر حضرت صدیق اکبر کو تنبیہ فرمائی کہ ان صحابہ کو ناراض کرنے میں اللہ جل شانہ کی بھی ناراضگی ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ان حضرات سے معافی مانگنے تشریف لے گئے -

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرات سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کا ابوسفیان کے بارے میں مذکورہ کلمات کا کہنا چونکہ محض "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" کے جذبہ کے تحت تھا اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل تھی - اور اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو تنبیہ فرمائی تھی -

حضورؐ کا صحابہ کی دلجوئی کا اہتمام کرنا:

______ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے خلوص اور تعلق مع اللہ سے بخوبی واقف تھے، اسی لئے آپ اس بات کا پورا اہتمام فرماتے تھے کہ کسی بھی صحابی کو کسی بھی موقع پر ادنیٰ رنج بھی نہ اٹھانا پڑے - اس سلسلے میں بہت سے صحابہ کی دلجوئی کے واقعات کتب حدیث میں آتے ہیں

(۱۳) عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتیکم عکرمۃ بن ابی جہل مومنا مھاجرا فلا تسبوا اباہ فان سب المیت

حضرت عبداللہ بن زبیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تمہارے پاس عکرمہ بن ابی جہل اپنا گھر بار چھوڑ کر ایمان لے کر آرہا ہے تم لوگ اس کے باپ کو برا بھلا مت کہنا اس لئے کہ

یوذی الحی ولا یبلغ المیت — مردے کو برا کہنے سے (اس کے) زندہ (اقربا) کو تکلیف ہوتی ہے اور میت کو بھی اس بدکلامی سے کوئی نقصان نہیں ہوتا

(ابن سعد، ابن عساکر)

ف: ـــــــــ ابوجہل کا بدترین دشمن اسلام ہونا کسی پر پوشیدہ نہیں۔ مگر جب ان کے صاحبزادے اسلام قبول کرتے ہیں تو دربار رسالت سے حکم جاری ہوتا ہے کہ ابوجہل کو برا بھلا نہ کہا جائے کہ باپ کی برائی سے بیٹے کو دکھ ہوگا۔

اسی طرح حضرت ابن عباس رض راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لوگو! تم جانتے ہو۔ اس وقت تمام زمین میں اللہ کے نزدیک بزرگ تر کون ہے؟" صحابہ رض نے عرض کیا، آپ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عباس مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ تم ہمارے پچھلے لوگوں کو برا بھلا نہ کہا کرو، کہ اس سے ہمارے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مسند احمد، نسائی)

حضرت خالد بن ولید بیان کرتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا۔ میں نے انہیں سخت سست کہا، عمار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور میری شکایت کی، جب میں حضور کے پاس پہنچا تو وہ میری شکایت ہی کر رہے تھے تو میں نے انہیں مزید برا بھلا کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چپ تھے، کچھ بول نہیں رہے تھے، حتی کہ عمار رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ خالد کو نہیں دیکھ رہے؟ حضور نے اپنا سر اقدس اٹھایا اور ارشاد فرمایا۔ جو عمار سے دشمنی کرتا ہے اللہ اس سے دشمنی کرتا ہے۔ اور جو عمار سے بغض رکھتا ہے اللہ اس سے بغض رکھتا ہے۔ حضرت خالد کہتے ہیں اس کے بعد میں اٹھ کر آیا تو میرے لئے دنیا میں کوئی چیز بھی عمار کو راضی کرنے سے زیادہ محبوب نہ رہی ہو میں ان کے پاس گیا۔ اور ہر ممکن طریقے سے جیسے تیسے ان کو راضی کیا۔ (مسند احمد)

حضرت حسن بصری سے مرسلاً یہ حدیث مروی ہے کہ "صفوان بن معطل کو برا بھلا نہ کہو۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رض کے بارے میں بعض لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ کہ یہ ہنسی مذاق بہت زیادہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو، وہ دل کے بہت اچھے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ (ابن عساکر عن الزہری مرسلاً)

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حسان بن ثابت کو برا نہ کہو، اس لئے کہ وہ (اپنے اشعار سے) اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتا ہے
(ابن عساکر)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ " حسان مومنوں اور منافقوں کے درمیان وجہ امتیاز ہے اس سے کوئی منافق محبت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن بغض نہیں رکھ سکتا ۔" (ابن عساکر)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ " صہیب رومی سے بغض نہ رکھو ۔" (مستدرک حاکم عن صہیب)

ایک اور حدیث میں ہے کہ " جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ صہیب کو ایسے ہی محبوب رکھے، جیسے ماں اپنے بیٹے کو محبوب رکھتی ہے ۔
(ابن عساکر عن صہیب)

حضرت علیؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جریر بن عبداللہ کو برا نہ کہو، کیونکہ جریر ہم میں سے ہے وہ ہمارے اہل بیت میں سے ہے ۔ (ابن عساکر)

ایوب بن محمد سے مرسلاً مروی ہے کہ لغمان کے بارے میں سوائے خیر کے زبان سے کچھ نہ نکالو ۔ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے ۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابوالطفیل راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماعز کو برا نہ کہو ۔ (طبرانی)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں ۔ کہ "ماعز کے لئے دعائے مغفرت کرو ۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ ایک امت میں تقسیم کر دی جائے تو سب کی مغفرت کے لئے کافی ہو ۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ " تم معاذ بن جبل کو برا نہ کہو، اس پر تو اللہ اپنے فرشتوں کی محفل میں ناز کرتا ہے (حکیم ترمذی)

مذکورہ صحابہ کے علاوہ اور بہت سے صحابہ کے بارے میں فرداً فرداً آیا ہے کہ ان کے بارے میں سوء کلام کرنے یا انہیں بدرجہ ادنی بھی اذیت رسانی سے بچا جائے ۔

حضورؐ مرنے والے صحابہ کو کس طرح یاد کرتے تھے

جن لوگوں کی زبانیں صحابہ کرام کے معاملہ میں قینچی کی طرح چلتی ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ غور کریں کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے وفات پانے والے صحابہ کے بارے میں کس قسم کے کلمات فرماتے تھے ۔

(۱۴) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ بن رواحۃ انہ یحب المجالس التی تتباھی بھا الملائکہ

حضرت انسؓ نقل کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ ابن رواحہ پر رحم کرے وہ ایسی مجالس پسند کرتا تھا۔ جن پر فرشتے بھی رشک کریں۔

(مسند احمد)

ف: ــــــــ حضرت جابرؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "سعد بن معاذ کی موت پر عرش الٰہی ہل گیا ہے۔ (بخاری مسلم)

قتادہ کہتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ کا جنازہ اٹھایا جانے لگا، تو منافقین چہ مگوئیاں کرنے لگے کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے یہ درحقیقت بنو قریظہ کے بارے میں ان کے فیصلے کی سزا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا۔ بے شک اس کے جنازے کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت عثمان بن مظعونؓ کے انتقال پر حضورؐ نے فرمایا۔ اے عثمان اللہ تجھ پر رحم کرے نہ تو نے دنیا سے کچھ لیا ہے نہ دنیا نے تجھ سے کچھ لیا۔

(حلیۃ الاولیاءعن عبدربہ بن سعید)

حضرت حنظلہ بن عامر حالت جنابت ہی میں شہید ہو گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا "بلاشبہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حنظلہ کو زمین و آسمان کے درمیان نہلا رہے ہیں ان کے غسل کے لئے بادلوں کا صاف ستھرا پانی ہے جو کہ چاندی کے طشت میں رکھا ہوا ہے۔"

(مستدرک حاکم، طبقات ابن سعد عن خزیمہ بن ثابت)

حارثہ بن نعمان کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا "میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ (میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو) کہنے لگے۔ حارثہ بن نعمان۔" پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ "نیک آدمی ایسا ہی ہوتا ہے، نیک آدمی ایسا ہی ہوتا ہے۔ (مستدرک عن عائشہ)

حارثہ کی والدہ سے تعزیت کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا "اے ام حارثہ! جنت میں کئی درجات ہیں تمہارا بیٹا سب سے بلند درجہ "فردوس" میں پہنچا ہے۔" (ترمذی عن انس)

حضرت زید بن حارثہ کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں ایک نوجوان (خوبصورت) لڑکی نے میرا استقبال کیا، میں نے اس سے پوچھا تو کس کے لئے ہے اس نے جواب دیا۔ زید بن حارثہ کے لئے ہے (ابن عساکر، ضیا مقدسی عن بریدۃ)

حضرت جابر کے والد ایک غزوہ میں شہید ہو گئے تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ تو آپ نے مجھ سے پوچھا " جابر! کیا بات ہے، تم کچھ ٹوٹے ہوئے لگتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ میرے والد شہید ہو گئے ہیں۔ اور اپنے پیچھے قرض اور کثیر عیال چھوڑ گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں اس ملاقات کا حال سنا کر خوشخبری نہ دوں۔ جو تمہارے والد کی اللہ سے ہوئی۔ میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ (کی عادت یہ ہے کہ) بلا حجاب کسی سے کلام نہیں فرماتے، مگر اس نے تمہارے والد کو زندہ کیا، اور ان سے بلا حجاب بات کی۔ اور فرمایا " اے میرے بندے مجھ سے آرزو کر میں دوں گا"۔ تمہارے والد نے عرض کیا "اے میرے رب مجھے زندگی دیدے۔ تاکہ میں دوبارہ آپ کے راستے میں شہید ہو جاؤں۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا " میرا یہ اٹل قانون ہے کہ کسی شخص کو بھی مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹاتا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ یعنی جو لوگ اللہ کے راستے میں شہادت پا جاتے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو وہ زندہ ہیں۔ الآیہ۔ (ترمذی)

حضرت ثابت بن دحداح رض کی وفات پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جنت میں ثابت بن دحداح کے لئے کتنی ہی انگوروں کی لٹکی ہوئی بیلیں ہیں۔

(مسلم، مسند احمد، ابو داؤد۔ ترمذی عن جابر بن سمرۃ)

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت پر حضور نے فرمایا۔ مجھے جنت میں جعفر بن ابی طالب فرشتے کے روپ دکھائے گئے۔ ان کے دو پر تھے، جن سے وہ جہاں چاہتے اڑ کر چلے جاتے۔ ان کے پاؤں خون میں لت پت تھے۔ (مستدرک، حاکم عن ابن عباس)

حضرت عتاب بن اسید رض کی وفات پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جیسے عتاب جنت کے دروازے پر آئے ہیں اور اس کا کنڈا پکڑا کھٹکھٹا رہے ہیں، یہاں تک کہ ان کے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ (فردوس دیلمی، عن انس)

نعیم بن سعد کی وفات پر ارشاد فرمایا۔ میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں نعیم کے قدموں کی چال سنی۔ (ابن سعد عن ابی بکر العدوی مرسلا)

حضرت ماعز رض کی موت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے اس کو جنت کی نہروں میں تیرتے اور اٹھکیلیاں کرتے دیکھا ہے! (مسند ابی عوانہ عن جابر)

حضرت صہیب رومی رض اور حضرت ابو الدحداح رض کی وفات پر حضور نے فرمایا۔ حوض کوثر

ے سب سے پہلے جو شخص مجھ سے پانی پیئے گا وہ صہیب رومی ہیں۔ اور جنت میں جو شخص سب سے پہلے کھجور کھائے گا وہ ابو الدحداح ہیں اور میدان حشر میں فرشتے جس شخص سے سب سے پہلے مصافحہ کریں گے وہ ابو الدرداء ہیں۔ (فردوس دیلمی عن ابن عباس)

حضرت عبداللہ بن ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضور ؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے تو بہت ہی اللہ کے سامنے گڑگڑانے والا اور قرآن کی خوب تلاوت کرنے والا تھا۔ (ابوداؤد، ترمذی عن ابن عباس)

حضرت خذافہ بن البصری رضی اللہ عنہ کی وفات پر ارشاد فرمایا۔ اللہ خذافہ پر رحم کرے بلاشبہ وہ ایک نیک آدمی تھا۔ (کنز العمال عن عائشہ)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ پہلا شخص جسے نامہ اعمال داھنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد ہیں۔ (دیلمی عن ابن عباس)

ان کے بارے میں دعائے مغفرت کرتے ہوئے حضور ؐ نے فرمایا "اے اللہ ابوسلمہ کی مغفرت فرمایئے ان کے درجات مقربین میں بلند فرمایئے۔ ان کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھیئے اور اے ہمارے پروردگار ان کی اور ہماری بخشش فرمایئے۔ ان کی قبر کو ان کے لئے کشادہ فرمایئے اور ان کی قبر میں ان کے لئے نور بھر دیجئے۔ (مسلم، ابوداؤد۔ مسند احمد عن ام سلمہ)

حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے اللہ! تو طلحہ سے یوں مل کر تو اس سے خوش ہو وہ تجھ سے خوش ہو۔

(طبرانی عن حصین بن وحوح)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ ابن رواحہ پر رحم کرے۔ جب کبھی بھی نماز کا وقت آجاتا تھا۔ وہ اونٹ روک کر پہلے نماز ادا کرتے تھے۔

(ابن عساکر عن ابن عمر)

مذکورہ تمام احادیث پڑھنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وفات یافتہ صحابہ کرام کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد فرماتے تھے اور یہ کہ اکثر ان کے لئے بشارتیں سنایا کرتے تھے اب وہ لوگ جو صحابہ کے اٹھ جانے کے بعد ان کے لئے بری باتیں کرتے ہیں۔ اور اپنی بدزبانیوں سے انہیں محفوظ نہیں رکھتے، غور کرلیں کہ ان کا فعل سنت نبوی سے کس قدر میل کھاتا ہے۔

(جاری)

علامہ سید سلیمان ندوی

اور

برصغیر کے قومی و ملّی اور مذہبی و سیاسی اجلاس

(دوسری اور آخری قسط)

(۲۲) اجلاس کانگرس اور خلافت کان پور ۱۹۲۵ء

دسمبر ۱۹۲۵ء کان پور میں کانگرس اور خلافت کے اجلاس منعقد ہوئے۔ سید صاحب نے ان دونوں اجلاسوں میں شرکت کی اور معارف جنوری ۱۹۲۶ء میں ان اجلاسوں میں لکھا۔

کانگرس کا اجلاس اس کی داد دینی چاہیئے کہ صدر استقبالیہ نے پورا خطبہ صاف ستھری اردو میں پڑھا۔

مجلس خلافت کا اجلاس۔ مجلس خلافت کو اپنے رویہ میں تبدیلی کرنی چاہیئے اور تبدیلی کی سب سے بڑی یادگار جامعہ ملیہ ہے مجلس خلافت کو اس کے ذریعہ تعلیمی و تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کرنا چاہیئے۔ (معارف جنوری ۱۹۲۶ء)

(۲۳) پچاس سالہ جوبلی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ ۱۹۲۵ء

دسمبر ۱۹۲۵ء علیگڑھ میں مسلم یونیورسٹی کی ۵۰ سالہ جوبلی منائی گئی۔ سید صاحب نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ لکھتے ہیں

جوبلی کا اجلاس ہر حیثیت سے نہایت شاندار تھا۔ تعلیمی اور علمی حیثیت سے سب سے بہتر تقریر شیخ عبدالقادر بیرسٹر پنجاب کی تھی۔ صدر اجلاس کی نشست گاہ کے اوپر یہ شعر جلی حروف میں کپڑے پر لکھ کر آویزاں کیا گیا تھا۔

وفا شعاری و حب وطن و دین پرستی کی علامت
کہ اپنے قومی نشان میں تاج کھجور اور ہلال بھی

منتظمین کو داد دینی چاہیے کہ انہوں نے علیگڑھ کا دل نکال کر سب کے سامنے رکھ دیا تھا۔ (معارف دسمبر ۱۹۲۵ء)

(۲۴) اجلاس مسلم ایجوکیشنل کانفرنس پشاور ۱۹۲۵ء

دسمبر ۱۹۲۵ء صاحبزادہ عبدالقیوم کی صدارت میں ہوا۔ جس میں صدر اجلاس نے ایک جامع، علمی خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ سید صاحب نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ اور خطبہ صدارت کی تعریف فرمائی (معارف جنوری ۱۹۲۶ء)

(۲۵) اجلاس جمعیۃ العلماء کلکتہ ۱۹۲۶ء

مارچ ۱۹۲۶ء میں سید صاحب کی صدارت میں کلکتہ میں منعقد ہوا۔ اس میں آپ نے ایک مبسوط خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ جس میں مسلمانوں کے جملہ حاضر الوقت مسائل پر مبصرانہ نگاہ ڈالی۔ خطبہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

> مسلمانوں کی وحدت ملی نمایاں ہو۔ ان کے تمام کام مذہبی و ملی ایک تنظیم کے تحت سرانجام پائیں اور اصلی جماعتی روح اس میں نمایاں ہو۔ دار الافتاء دار القضاء اور بیت المال کا قیام ہو غریبوں اور محتاجوں کا باقاعدہ امداد ہو۔ ان کی معاشرتی خرابیوں کی اصلاح ہو۔ تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ قائم ہو۔ (معارف مارچ ۱۹۲۶ء)

(۲۶) اجلاس ندوۃ العلماء کان پور ۱۹۲۶ء

نومبر ۱۹۲۶ء میں ندوۃ العلماء کا اجلاس کان پور میں مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان م ۱۹۲۷ء کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں سید صاحب ندوہ کے مقاصد پر اظہار خیال کیا۔ آپ کے علاوہ اس اجلاس میں مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواری، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا محمد علی۔ مولانا ظفر علی خان اور مولانا ابو القاسم سیف بنارسی نے مختلف عنوانات پر تقاریر کیں، جو بہت پسند کی گئیں (معارف دسمبر ۱۹۲۶ء)

(۲۷) اجلاس انجمن حمایت اسلام لاہور ۱۹۲۷ء

اپریل ۱۹۲۷ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور میں خصوصی دعوت پر شرکت کی۔ اور عہد رسالت میں اشاعت اسلام کے عنوان سے تقریر کی۔ جو علمی حلقوں میں بہت پسند کی گئی۔ (معارف مئی ۱۹۲۷ء)

(۲۸) اجلاس مجلس العلماء ترچناپلی مدراس ۱۹۲۷ء

ستمبر ۱۹۲۷ء مجلس ترچناپلی مدراس کا اجلاس سید صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے مسلمانوں کے تعلیمی مسائل کے عنوان سے ایک فاضلانہ خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ آپ کے خطبہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

> حضرات! اس وقت ملک میں اعلیٰ تعلیم کی اشاعت، تبلیغ، تنظیم اور سیاست و اصلاحات وغیرہ کی ہر طرف آوازیں بلند ہیں۔ لیکن میرا عقیدہ ہے کہ صرف ایک

چیز ہے جو حفاظت اسلام بھی ہے۔ اشاعت اسلام بھی ہے نشر تعلیم بھی ہے سیاست بھی ہے۔ اصلاح بھی ہے اور اقتصاد بھی، وہ یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو۔ مسلمانوں میں ابتدائی تعلیم کو رواج دیا جائے۔ جس کے نصاب میں پہلی جگہ مذہبی اور اخلاقی تعلیم اور اس کے بعد اسلامی تاریخ۔

(معارف اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۲۹) اجلاس ندوۃ العلماء امرتسر ۱۹۲۷ء

۲۵ تا ۲۷ نومبر ۱۹۲۷ء ندوۃ العلماء کا اجلاس مولانا غلام حسین وزیر تعلیم بہاولپور کی صدارت میں منعقد ہوا یہ اجلاس سید کی تحریک پر منعقد ہوا تھا۔ اور اس میں ندوہ کے مالی امداد کی تحریک کی گئی۔ اور اس سلسلہ میں مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کی تقریر بہت پسند کی گئی (معارف دسمبر ۱۹۲۷ء)

(۳۰) اجلاس جمعیۃ العلماء پشاور ۱۹۲۷ء

نومبر ۱۹۲۷ء میں جمعیۃ العلماء کا اجلاس پشاور میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۹۳۲ء) کی صدارت میں منعقد ہوا۔ سید صاحب اس اجلاس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

امرتسر سے جمعیۃ العلماء کے اجلاس سالانہ کی شرکت کے لئے پشاور عمر میں پہلی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا۔ مولانا سید انور شاہ کا خطبہ اپنی جامعیت اور بصیرت افزائی کے سبب لائق توصیف تھا۔ (معارف دسمبر ۱۹۲۷ء)

(۳۱) (۳۲) اجلاس آل انڈیا اورنٹیل کانفرنس و میساریکل رکارڈس سوسائٹی پٹنہ ۱۹۳۰ء

دسمبر ۱۹۳۰ء میں پٹنہ میں آل انڈیا اورنٹیل کانفرنس اور میساریکل رکارڈس سوسائٹی پٹنہ کے اجلاس منعقد ہونے ان دونوں میں سید صاحب نے شرکت فرمائی۔ اورنٹیل کانفرنس میں اپنا تحقیقی مقالہ خیام پڑھا۔ میساریکل کانفرنس میں مسلمان بہت کم شریک ہوئے تھے اس کمی کے نقصان پر سید صاحب نے معارف میں مسلمانوں کو ان الفاظ میں توجہ دلائی۔

ہمارے مسلمان پروفیسروں اور مؤرخوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس مجلس کے ذریعہ ہندوستان کی ایک تاریخ کا ایک نیا قالب ڈھالا جارہا ہے۔ حیف ہے اگر مسلمان اس کی صورت گری سے غافل رہے ان کی آنکھیں اس وقت کھلیں گی۔ جب تاریخ اپنی شکل بدل چکی ہوگی۔ اور مفروضات واقعات بن چکے ہوں گے۔ (معارف دسمبر ۱۹۳۰ء)

(۳۳) اجلاس انجمن اردوئے معلی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ ۱۹۳۳ء

مارچ ۱۹۳۳ء انجمن اردوئے معلی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کا اجلاس مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی (م ۱۹۵۰ء) کی صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں سید صاحب نے پروفیسر رشید احمد صدیقی (م ۱۹۷۷ء) کی فرمائش پر ہندوستان میں ہندوستانی کے موضوع پر ایک مبسوط مقالہ پڑھا۔ اس مقالہ میں آپ نے تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ

اردو کا نام دراصل ہندوستانی ہے انگریزوں کے تسلط سے بہت پہلے دسویں صدی میں یہ زبان اسی نام سے پکاری جاتی تھی یہ مقالہ نقوش سلیمانی ص ۱۹ تا ۶، شائع ہوگیا ہے (مقالات سلیمان ج ا ص ۳۹۲)

(۳۴) آفتاب ہوسٹل مسلم یونیورسٹی علیگڑھ اور طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں تقاریر

انجمن اردوئے معلی کے اجلاس فارغ ہوکر سید صاحب نے آفتاب ہوسٹل میں کفایت شعاری کے عنوان سے اور طبیہ کالج اور اسلامی طب کی تاریخ کے موضوع پر طلبائے مسلم یونیورسٹی سے خطاب فرمایا (معارف مارچ ۱۹۳۲ء)

(۳۵)۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں تعلیمی خطبہ ۱۹۳۳ء

اپریل ۱۹۳۳ء میں جامعہ ملیہ دہلی میں کارکنان جامعہ کی خواہش پر مسلمانوں کی آئندہ تعلیم کے عنوان ایک بسیط جامع اور علمی خطبہ ارشاد فرمایا (معارف مئی ۱۹۳۳ء) یہ پورا خطبہ معارف ستمبر، اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔

(۳۶)۔ ادارہ معارف اسلامیہ لاہور میں ایک فاضلانہ خطبہ ۱۹۳۳ء

اپریل ۱۹۳۳ء میں ادارہ معارف اسلامیہ لاہور کے پہلے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے۔ اس اجلاس کی صدارت علامہ اقبال (م ۱۹۳۸ء) نے کی تھی۔

سید صاحب نے " لاہور کا ایک مہندس خاندان جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا " کے عنوان سے ایک بیحد معلومات آفرین مقالہ پیش کیا۔ جس میں بڑی تلاش و تحقیق اور مستند شہادتوں سے یہ ثابت کیا کہ تاج محل کا معمار درحقیقت نادر العصر استاد احمد معمار ہے جو ہندسہ ہیئت اور ریاضیات کا بڑا عالم تھا (مقالات سلیمان ج ا ص ۲۹۳)

(۳۷) جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں توسیعی لیکچرز ۱۹۳۴ء

ڈاکٹر مختار احمد انصاری (م ۱۹۳۶ء) میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں دنیائے اسلام کی معروف علمی شخصیتوں کو بلاکر علمی و تحقیقی خطبات کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۳۳ء میں ترکی کے غازی رؤف پاشا نے خطبات دیئے اور فروری ۱۹۳۴ء مصر کے ڈاکٹر عبجت وہبی تشریف لائے اور انہوں نے مسلمانوں کے عروج و زوال کے عنوان سے چار خطبات دیئے۔ ان میں دو خطبوں کی صدارت مولانا سید سلیمان ندوی نے کی اور معارف مارچ ۱۹۳۴ء میں ان خطبات پر ایک جامع تبصرہ فرمایا۔ (معارف سلیمان نمبر ص ۲۸)

(۳۸) اجلاس آل انڈیا اردو کانفرنس علیگڑھ ۱۹۳۶ء

۲۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء علیگڑھ میں بابائے اردو مولوی عبدالحق (م ۱۹۶۶ء) نے انجمن ترقی اردو کے زیر اہتمام ایک آل انڈیا اردو کانفرنس کا انعقاد کیا اس کانفرنس کے صدر راجہ صاحب محمود آباد

(م ۱۹۷۳ء) اور مجلس استقبالیہ ڈاکٹر ضیاء الدین مرحوم وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ تھے سید صاحب اس کانفرنس میں شریک ہوئے اور معارف نومبر ۱۹۳۶ء میں اس پر ایک جامع تبصرہ لکھا اور آخر میں آپ نے لکھا کہ یہ کانفرنس ہر حیثیت سے کامیاب رہی (معارف نومبر ۱۹۳۶ء)

(۳۹)۔ فلسطین کانفرنس دہلی ۱۹۳۶ء

نومبر ۱۹۳۶ء میں مولانا شوکت علی (م ۱۹۳۹ء) اور کفایت علی دہلوی (م ۱۹۵۲ء) کی تحریک پر دہلی میں فلسطین کانفرنس منعقد ہوئی۔ سید صاحب نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ اس میں آپ نے جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا وہ دنیائے اسلام میں اس قدر مقبول ہوا۔ کہ مصر و شام کے اخبارات نے اس کے ترجمے چھاپے اور مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی مرحوم نے بذریعہ تار اس کا شکریہ ادا کیا (حیات سلیمان ص ۴۳۹)

(۴۰) اجلاس ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد منعقدہ لکھنو ۱۹۳۶ء

ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد کا سالانہ اجلاس دسمبر ۱۹۳۶ء میں لکھنو میں منعقد ہوا۔ اس کے شعبہ اردو کی صدارت سید صاحب نے کی۔ آپ نے ایک پرمغز خطبہ پڑھا۔ جس میں لکھنو کی مناسبت سے لکھنو کے علمی و ادبی اور لسانی خدمات کا پورا جائزہ لیا اور اردو کی توسیع و ترقی کے لئے مفید مشورے دیئے۔ یہ خطبہ مکمل معارف فروری ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ (معارف فروری ۱۹۳۷ء)

(۴۱) اجلاس مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ ۱۹۳۷ء

مارچ ۱۹۳۷ء مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ کے شعبہ علوم و فنون کی صدارت کی اور اس میں آپ نے جو فاضلانہ خطبہ ارشاد فرمایا وہ اسلامی علوم و فنون کے عروج و زوال کی تاریخ پر ایک جامع تبصرہ ہے۔ یہ خطبہ جون جولائی ۱۹۳۷ء کے معارف میں چھپا۔ خطبہ صدارت کے علاوہ ایک مقالہ "عرب امریکہ" کے عنوان سے بھی پڑھا۔ یہ محققانہ مقالہ معارف اپریل ۱۹۳۹ء میں چھپا (معارف اپریل ۱۹۳۷ء)

(۴۲) جلسہ تقسیم اسناد دارالسلام عمر آباد مدراس ۱۹۳۷ء

نومبر ۱۹۳۷ء دارالسلام عمر آباد مدراس کے جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت کی اور دینی تعلیم کی ضرورت کے عنوان سے ایک جامع اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ (معارف جنوری ۱۹۳۸ء)

(۴۳) اجلاس مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کلکتہ ۱۹۳۹ء

دسمبر ۱۹۳۹ء مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا۔ اس کے شعبہ اردو کی صدارت سید صاحب نے کی۔ اور اس میں ایک فاضلانہ خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ نے علمی و لسانی اور تاریخی حیثیت سے اردو کی اہمیت واضح کی۔ یہ خطبہ فروری ۱۹۴۰ء کے معارف میں چھپا (معارف جنوری ۱۹۳۹ء)

(۴۴) سید سلیمان کے تعلیمی سفر ۱۹۴۰ء

۱۹۴۰ء میں جنوبی ہند اور پھر سرحد و پنجاب کے شہروں کا طویل سفر کیا اور مختلف علمی و تعلیمی اداروں میں تقریریں اور اہل علم سے تبادلہ خیال کیا۔

جنوری ۱۹۴۰ء میں حیدر آباد دکن، پونہ اور بمبئی کا سفر کیا۔ حیدر آباد دکن میں جامعہ عثمانیہ کے طلبا کے سامنے علوم اسلامیہ اور عربی نصاب تعلیم کے موضوع پر تقریر کی۔ پونہ میں اردو ٹریننگ کالج کے طلبا کے سامنے مسلمانوں کے تحفظ کے عنوان پر تقریر کی۔ بمبئی میں آپ نے تین تقریریں کیں۔

پہلی تقریر آمیل کالج اندھیری میں دنیا میں قوموں کی ترقی کے اسباب کے عنوان سے کی۔

دوسری تقریر اردو کی تاریخ پر تیسری تقریر انجمن اسلام بمبئی میں اردو زبان کی وسعت پر کی

(معارف مارچ ۱۹۴۰ء)

مارچ ۱۹۴۰ء میں آپ نے پشاور کا سفر کیا اور ۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں "اسلامیہ کالجوں کی خصوصیات" کے عنوان پر تقریر کی۔ ۱۳ مارچ ۱۹۴۰ء بہاولپور کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت کی اور صدارت فرمائی اور آپ نے ایک جامع و علمی اور بصیرت افروز خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ "تعلیم کا مقصد انسان کو تبانا نہیں بلکہ انسان بنانا ہے۔"

آپ کا یہ فقرہ علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا۔

۱۴ مارچ کالج کے ہال میں خصائص اسلامی کے عنوان سے تقریر کی۔ اور خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ خطبہ جمعہ کا موضوع فضائل نبوی تھا۔ (معارف مئی ۱۹۴۰ء)

(۴۵) اجلاس میڈیکل کانگرس مدراس ۱۹۴۴ء

دسمبر ۱۹۴۴ء میڈیکل کانگرس مدراس کا اجلاس مدراس میں منعقد ہوا۔ سید صاحب نے اس کے شعبہ تاریخ ازمنہ وسطی کی صدارت فرمائی اور ایک فاضلانہ خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ جس میں ازمنہ وسطی کی تاریخ کا ہر پہلو سے ناقدانہ جائزہ لیا۔ اور علمی و تاریخی دونوں نقطہ نظر سے بیش قیمت مشورے دیئے۔ جس کو اہل علم نے بہت پسند کیا۔ یہ خطبہ صدارت اپریل ۱۹۴۵ء میں چھپا۔

(حیات سلیمان ص ۵۰۴)

(۴۶) اجلاس جمعیۃ العلماء بمبئی ۱۹۴۵ء

جنوری ۱۹۴۵ء جمعیۃ العلماء بمبئی کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ یہ خطبہ صدارت خالص دینی تھا۔ اس میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کی روشنی میں مسلمانوں کی موجودہ حالت کا جائزہ لیا۔ اور دین پر عمل کی تلقین فرمائی۔ یہ خطبہ صدارت مئی ۱۹۴۵ء کے معارف میں چھپا (حیات سلیمان ص ۵۰۴)

(۴۷) اجلاس انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۱۹۵۰ء

نومبر ۱۹۵۰ء میں انجمن ترقی اردو پاکستان کے اجلاس ڈاکٹر محمود خان وزیر تعلیم حکومت پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں سید صاحب نے "ہندوستان میں نومسلم حکمران" کے عنوان سے ایک فاضلانہ مقالہ پڑھا (حیات سلیمان ۵۷۷)

(۴۸) اجلاس جمعیۃ علمائے اسلام سلہٹ ۱۹۵۱ء

جنوری ۱۹۵۱ء میں جمعیۃ علمائے اسلام سلہٹ کا اجلاس منعقد ہوا۔ سید صاحب نے اس کی صدارت کی۔ اس میں ایک عالمانہ خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں دینی امور مسائل کے ساتھ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ خاص طور پر فیاضانہ سلوک کی تاکید فرمائی۔ (حیات سلیمان ص۵۷۸)

(۴۹) اسلامی ممالک کے علمأ کی کانفرنس کراچی ۱۹۵۱ء

فروری ۱۹۵۱ء میں احتفال علمأ کے نام سے اسلامی ملکوں کے علمأ کی کانفرنس منعقد ہوئی جس کے تین اجلاس ہوئے۔

پہلے اجلاس کی صدارت مولانا سید سلیمان ندوی نے کی۔ دوسرے کی مفتی امین الحسینی اور تیسرے کی نجف کے مشہور مجتہد آل کاشف الغطأ نے کی۔

سید صاحب نے اس اجلاس کے بارے میں اپنے ایک خط بنام مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں۔

> فروری کا مہینہ احتفال علمائے اسلام کی مشغولیتوں میں گزر گیا۔ بحمداللہ بیس ملکوں کے علمأ نے جو عراق سے لیکر الجزائر کے تھے جن میں ایران اور نجف کے علمأ بھی تھے بہت سے مفید کام انجام دیئے۔ کام سے الگ میں تو علمأ کے اس اجتماع کو تاریخ کا بڑا کارنامہ سمجھتا ہوں۔ تجاویز میں مختلف اسلامی ملکوں کے درمیان ارتباط اور جائز رواداری کی تجویز بھی باتفاق آرا منظور ہوئی۔ (حیات سلیمان ص ۵۷۸)

(۵۰) اجلاس آل پاکستان میسار یکل کانفرنس لاہور ۱۹۵۲ء

مارچ ۱۹۵۲ء آل پاکستان میساریکل کانفرنس کا اجلاس لاہور میں سید صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آپ نے اس میں ایک علمی وجامع اور تحقیقی مقالہ دیبل کے عنوان سے پڑھا۔ اور اس کانفرنس سے فراغت کے بعد آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام قصص القرآن کے موضوع پر ایک علمی مقالہ پڑھا (حیات سلیمان ص ۵۸۰)

(۵۱) اجلاس آل پاکستان میساریکل کانفرنس ڈھاکہ ۱۹۵۳ء

مارچ ۱۹۵۳ء آل پاکستان میساریکل کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ڈھاکہ کی صدارت کی

آپ نے خطبہ صدارت میں دوسرے علمی مسائل کے ساتھ اردو اور بنگالی کے مسئلہ پر روشنی ڈالی

(حیات سلیمان ص ۵۸۳)

(۵۲) ندوۃ العلماء لکھنؤ سید صاحب کی آخری تقریر ۱۹۵۳ء

اپریل ۱۹۵۳ء میں سید صاحب ندوۃ العلماء لکھنؤ تشریف لے گئے۔

طلبائے ندوہ نے آپ کی آمد پر ایک جلسہ منعقد کیا۔ سید صاحب جب جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو یہ شعر پڑھا

میں اپنے گھر میں رہا ہوں، مگر انداز تو دیکھو
میں اپنے آپ کو مانند مہماں لے کے آیا ہوں

اس کے بعد مولانا سید سُلیمان ندوی نے ایک پر اثر تقریر کی اور آخر میں طلباً کو یہ پیام دیا ؎

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

(حیات سلیمان ص ۵۸۴)

استدراک

مولانا سید سُلیمان ندوی جن اجلاسوں میں شرکت کی۔ ان کی تفصیل بہ ترتیب سن عیسوی۔

نمبر شمار	سال اجلاس	مقام	نام جماعت یا ادارہ	صدر اجلاس	مولانا سید سلیمان کے فرائض
۱	۱۸۹۹ء	پٹنہ	ندوۃ العلماء	مولانا مسیح الزمان	شرکت
۲	۱۹۱۰ء	دہلی	ندوۃ العلماء	حکیم محمد اجمل خان	تقریر۔ ندوہ میں ایک عظیم کتب خانہ کی ضرورت
۳	۱۹۱۲ء	بنگلور	مدراس محمڈن کانفرنس	جسٹس سر عبدالرحیم	تقریر۔ تعلیم نسواں
۴	۱۹۱۵ء	پونہ	آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس	سید سلیمان ندوی	مقالہ، اردو زبان کی تاریخ و اہمیت
۵	۱۹۱۶ء	کلکتہ	انجمن علمائے بنگال	سید سلیمان ندوی	خطبہ صدارت۔ بنگال کے مسلمانوں کی تاریخ
۶	۱۹۱۶ء	کلکتہ	آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس	ـ	مقالہ۔ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد میں ہندوؤں کی تعلیمی اور علمی ترقی
۷	۱۹۱۶ء	کلکتہ	کانگرس	مسز اینی بسنٹ	شرکت۔ معارف میں تبصرہ
۸	۱۹۱۶ء	کلکتہ	مسلم لیگ	راجہ محمد علی خان	شرکت۔ 〃
۹	۱۹۱۸ء	ناگپور	ندوۃ العلماء	مولانا حبیب اللہ خان شیروانی	شرکت۔ 〃
۱۰	۱۹۲۰ء	میرٹھ	خلافت	سید سُلیمان ندوی	خطبہ صدارت۔ مسئلہ خلافت
۱۱	۱۹۲۰ء	ناگپور	کانگرس	وجے راگھو اچاریہ	شرکت۔ معارف میں تبصرہ
۱۲	۱۹۲۱ء	احمدآباد	کانگرس	مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان	〃 〃
۱۳	۱۹۲۲ء	علیگڑھ	مسلم یونیورسٹی	نواب سلطان جہاں بیگم والیہ بھوپال	〃 〃

نمبر شمار	سال اجلاس	مقام	نام جماعت یا ادارہ	صدر اجلاس	مولانا سید سلیمان کے فرائض
۱۴	۱۹۲۲ء	کلکتہ	کانگرس	سی۔ آر۔ داس	شرکت۔ معارف میں تبصرہ
۱۵	۱۹۲۲ء	کلکتہ	خلافت	ڈاکٹر مختار احمد انصاری	" "
۱۶	۱۹۲۳ء	بہار	خلافت	سید سلیمان ندوی	خطبہ صدارت۔ ارض حرم کی داستان
۱۷	۱۹۲۳ء	علیگڑھ	مسلم ایجوکیشنل کانفرنس	صاحبزادہ آفتاب احمد خان	شرکت۔ معارف میں تبصرہ
۱۸	۱۹۲۳ء	دہلی	جامعہ ملیہ اسلامیہ	ڈاکٹر ولٹے	" "
۱۹	۱۹۲۵ء	لکھنو	ندوۃ العلماء	مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی	تقریر! ندوۃ العلما لکھنو دارالاقامہ کی تعمیر
۲۰	۱۹۲۵ء	انبالہ	ندوۃ العلماء	حاجی سر رحیم بخش	تجویز۔ فرقہ وارانہ مباحث سے پرہیز کی جائے
۲۱	۱۹۲۵ء	کان پور	کانگرس	مسز سروجنی نائیڈو	شرکت۔ معارف میں تبصرہ
۲۲	۱۹۲۵ء	"	خلافت	مولانا ابو الکلام آزاد	" "
۲۳	۱۹۲۵ء	پشاور	مسلم ایجوکیشنل کانفرنس	صاحبزادہ عبد القیوم	" "
۲۴	۱۹۲۶ء	کلکتہ	جمعیۃ العلماء	سید سلیمان ندوی	خطبہ صدارت۔ مسلمانوں کے حاضر الوقت مسائل
۲۵	۱۹۲۶ء	کان پور	ندوۃ العلماء	حکیم محمد اجمل خان	تقریر۔ ندوہ کے مقاصد
۲۶	۱۹۲۷ء	لاہور	انجمن حمایت اسلام	۔	تقریر۔ عہد رسالت میں اشاعت اسلام
۲۷	۱۹۲۷ء	مدراس	مجلس العلماء	سید سلیمان ندوی	خطبہ صدارت۔ مسلمانوں کے تعلیمی مسائل
۲۸	۱۹۲۷ء	امرتسر	ندوۃ العلماء	مولانا غلام حسین	شرکت۔ معارف میں تبصرہ
۲۹	۱۹۲۷ء	پشاور	جمعیۃ علماء	مولانا سید انور شاہ	" "
۳۰	۱۹۳۰ء	پٹنہ	اورنٹیل کانفرنس	۔	مقالہ۔ خیام
۳۱	۱۹۳۰ء	پٹنہ	میڈیکل کانفرنس	۔	شرکت۔ معارف میں تبصرہ
۳۲	۱۹۳۳ء	علیگڑھ	انجمن اردوئے معلیٰ	مولانا حبیب اللہ خان شیروانی	مقالہ۔ ہندوستان میں ہندوستانی
۳۳	۱۹۳۳ء	دہلی	جامعہ ملیہ اسلامیہ	۔	خطبہ۔ مسلمانوں کی آئندہ تعلیم
۳۴	۱۹۳۳ء	لاہور	ادارہ معارف اسلامیہ	علامہ اقبال	مقالہ۔ لاہور کے ایک مہندس خاندان جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا۔
۳۵	۱۹۳۴ء	دہلی	جامعہ ملیہ اسلامیہ	سید سلیمان ندوی	صدارت۔ معارف میں تبصرہ
۳۶	۱۹۳۶ء	علیگڑھ	آل انڈیا اردو کانفرنس	راجہ صاحب محمود آباد	شرکت۔ معارف میں تبصرہ
۳۷	۱۹۲۶ء	دہلی	خلافت	سید سلیمان ندوی	خطبہ صدارت۔ مسئلہ خلافت
۳۸	۱۹۳۶ء	لکھنؤ	ہندوستانی اکیڈیمی الہ آباد	"	مقالہ۔ لکھنؤ کی علمی و ادبی و لسانی خدمات
۳۹	۱۹۳۷ء	علیگڑھ	مسلم ایجوکیشنل کانفرنس	"	خطبہ صدارت۔ اسلامی علوم و فنون کے عروج و زوال کی تاریخ

نمبر شمار	سال اجلاس	مقام	نام جماعت یا ادارہ	صدر اجلاس	مولانا سید سلیمان ندوی کے ذرائع[1]
۴۰	۱۹۳۷ء	عمر آباد مدراس	جامعہ دار السلام	سید سلیمان ندوی	خطبہ صدارت ۔ دینی تعلیم کی ضرورت
۴۱	۱۹۳۹ء	کلکتہ	مسلم ایجوکیشنل کانفرنس	"	" اردو کی علمی لسانی اور تاریخی اہمیت
۴۲	۱۹۴۴ء	مدراس	میسا ریکل کانفرنس	"	خطبہ صدارت ۔ از منہ وسطی کی تاریخ
۴۳	۱۹۴۵ء	بمبئی	جمعیۃ العلماء	"	" سورۂ فاتحہ کی تفسیر کی روشنی میں مسلمانوں کی موجودہ حالت
۴۴	۱۹۵۰ء	کراچی	انجمن ترقی اردو	ڈاکٹر محمود حسین	مقالہ ۔ ہندوستان کے نو مسلم حکمران
۴۵	۱۹۵۱ء	سلہٹ	جمعیۃ علمائے اسلام	سید سلیمان ندوی	خطبہ صدارت ۔ پاکستان میں اقلیتوں کا مسئلہ تحریک
۴۶	۱۹۵۱ء	کراچی	احتفال علماء	"	صدارت
۴۷	۱۹۵۲ء	لاہور	پاکستان میسا ریکل کانفرنس	"	" مقالہ دیبل
۴۸	۱۹۵۳ء	ڈھاکہ	"	"	خطبہ صدارت ۔ مسئلہ اردو و بنگالی[1]

[1] سید سلیمان ندوی ۔ حیات شبلی / شاہ معین الدین ندوی ۔ حیات سلیمان
سید طفیل احمد منگلوری ۔ مسلمانوں کا روشن مستقبل ۔

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی

مجالسِ مفتی اعظم پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

دل میں گناہوں کا خیال لانا

ایک بڑے بزرگ حارثؒ بڑے درجہ کے صوفی اور امام ہیں حضرت جنید بغدادیؒ کے استادوں میں ہیں ان کے ملفوظات میں ہے فرمایا "کسی گناہ کا دل میں خیال بھی نہ لاؤ"۔ دل میں خیال لانے کا مطلب یہ ہے کہ عمل چاہے نہ ہو مگر دل میں سوچ کر کسی گناہ سے مزے لینا خیال پکانا یہ بھی نہ کرو۔

اب یہ بزرگ یہ فیاض ہیں حکیم ہیں تجربہ کی بات کہتے ہیں جو چیز مضر ہے انسان کیلئے اس کے دل میں خیال سے بھی منع کرتے ہیں، حاذق ڈاکٹر کا کام ہے ابتداء بیماری کے جراثیم سے روکتا ہے وہ بیمار کو بات کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے مریض سے ملنے کو بھی منع کرتے ہیں۔ دراصل یہ پرہیز بیماری کو مضر نہیں مگر وہ جانتے ہیں کہ انجام اس کا برا ہے، صوفیاء کرامؒ جانتے ہیں کس چیز سے آدمی گناہ میں مبتلاء ہو جاتا ہے حدیث کی رو سے گناہ تو نہیں مگر اکثر یہ ہوتا ہے جب ایک منصوبہ دل میں بنا لیا غلط راستوں کا نقشہ ذہن میں بٹھالیا، عادت یہ ہے کہ پھر بچنا مشکل ہو جاتا ہے فطرت یہی ہے کہ منصوبہ پکالیا۔ پھر اس پر ٹھہرنا مشکل ہے ایسے مواقع سے بچو ایسے خیالوں سے بچو، ایسی مجلسوں سے بچو دلکو گناہ کے خیال سے ہی بچالو اور دل کو اتنی دیر اور کسی فائدہ مند عمل میں لگالو ذکر کرلو۔

صغیرہ اور کبیرہ دونوں گناہوں سے بچو ۔

دوسری نصیحت صغیرہ گناہ اور کبیرہ گناہ دو قسم کے ہیں فرق یہ ہے کہ کبیرہ بغیر توبہ و ندامت اور بغیر چھوڑنے عہد کے معاف نہیں ہوتا پہلے کئے پر ندامت ہو، آگے کیلئے عزم کریں، اور عملاً اس کے پاس آئندہ نہ جائیں اور صغیرہ گناہ اللہ پاک نیک کام کرنے سے خود بخود معاف کر دیتے ہیں قرآن میں ہے نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اس سے مراد صغیرہ ہی ہے کتنا ہی تہجد پڑھ لو زنا، چوری، رشوت، جھوٹ، غیبت یہ تو معاف ہو نہیں سکتے، صغیرہ جتنے ہیں ان کے بارے میں اللہ پاک نے یوں رحمت سے کام لیا ہے کہ نیکیاں کرنے سے وہ خود معاف ہو جاتے ہیں

صغائر کی مثالیں :

ـــــــ ایک آدمی صبح اٹھتا ہے سلام کر لیا ایک گناہ معاف ہو گیا کسی سے ہنس کر بات کر لی، مسجد کی طرف چل دئے ۔ ہر قدم پر ایک نیکی لکھی گئی ایک گناہ معاف ہوا وضو سے ہاتھ پاؤں کے گناہ معاف ہو گئے مگر یہ سارے صغیرہ گناہوں کے لئے ہیں یہ فرق ہے دونوں میں صغیرہ گناہ بے شمار ہیں سنّت کے خلاف سارے عمل صغیرہ ہیں پانی بسم اللہ کہہ کر نہیں پیا یہ صغیرہ ہو گیا ۔ داہنے کے بجائے بائیں سے کھایا پیا صغیرہ گناہ ہے سینکڑوں گناہ معلوم ہی نہیں تو عمل اس سے بچنے کا کیسے ہوگا ۔ غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے خلاف کرنا سارے صغیرہ ہیں اور بسا اوقات ایسے گناہ ہو جاتے ہیں کہ آدمی کو خبر بھی نہیں ہوتی اسی طرح اللہ پاک ان کو ایسے معاف کر دیتے ہیں کہ ان کو خبر بھی نہیں ہوتی جیسے صغیرہ گناہ ہونے کے سینکڑوں راستے ہیں ایسے ہی اس کے معاف ہونے کے بھی سینکڑوں راستے ہیں ۔

صغیرہ کو معمولی نہ سمجھو :

ـــــــ یہ صوفیا اسپشلسٹ ڈاکٹر ہیں جانتے ہیں انسان کی ہر رگ و ریشہ کو ، فرمایا ۔ صغیرہ کو چھوٹا سمجھ کر بے پرواہی نہ کرو غفلت ہو جائے وہ اور بات ہے مگر یہ نہ سوچے صغیرہ کر ہی لیا تو کیا حرج ہے ، یہ بڑا گناہ ہے چونکہ جس چھوٹے کو چھوٹا سمجھ لیا وہ کبیرہ ہو گیا ، کسی نے پوچھا ۔ کبیرہ گناہ کیا ہے فرمایا جو اللہ کو ناپسند ہے وہ کبیرہ ہے اب اس کا کیا پیمانہ بتایا جائے چھوٹے گناہ بڑے گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو ، عقلمند آدمی چھوٹے بچھو کو بھی ہاتھ میں نہیں لیتا چونکہ وہ بھی کم زہریلا نہیں ہے ۔ فرمایا صغیرہ سے بھی اس طرح بچو ، جیسے کبیرہ سے بچتے ہو

جان بوجھ کر کسی جھوٹے گناہ کو کرنا اللہ کے سامنے جرأت ہے اور یہ بڑا گناہ بن جاتا ہے ۔ یہ بڑا جرم ہے اور صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا بھی کبیرہ ہے ۔ مثلاً پہلے دائیں کروٹ لیٹ گئے پھر چاہے جس طرح لیٹے اگر جان بوجھ کر دائیں کروٹ نہ لیتا اور معلوم ہونے کے باوجود ضد یا اصرار سے ایسا کیا تو یہ کبیرہ ہے ۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے ۔ آج کے مسلمان عمداً اس کے خلاف کرتے ہیں کھاتے وقت بھری انگلیوں سے گلاس دائیں سے پکڑنا نفاست کیخلاف ہے مگر بائیں سے گلاس پکڑ لو اور پینا شروع کرو، دایاں ہاتھ نیچے رکھ کر تاکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اہتمام اور عظمت ہو ۔

ہر حاجت اللہ سے مانگو ۔

اور فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے اللہ سے رجوع کرو ، اس سے یہ ہوگا کہ دل میں رجوع الی اللہ کا خیال آتے ہی پہلے تو اس کا ثواب مل گیا کلام پاک میں ہے اے اللہ جب میں اس کام میں داخل ہوں مجھے اچھی طرح داخل کیجئے اور اچھی طرح نکالئے اور اس میں میرا کوئی مددگار بنا دیجئے ۔ " ربی ادخلنی ...... الخ " کسی کام کے شروع میں یہ پڑھ لیا نقد نفع تو یہ ملا کہ تلاوت کا ثواب ملا پھر اس میں آسانیاں اللہ پاک نے پیدا کر دیں ۔

اصحاب کہف اور خدا کی قدرت

اصحاب کہف مومن تھے بادشاہ ظالم تھا انہوں نے اپنے دین کو بچانے کے لئے غار میں پناہ لی تین سو نیند اللہ نے مسلط کر دی نہ بدن گلا نہ بھوک لگی اس عرصہ میں حکومت بھی بدل دی بزرگوں نے لکھا ہے کہ ان پر جو دعا انہوں نے مانگی تھی اس کے سبب اللہ نے ان کو بے نیاز کر کے قائم رکھا اللہ پاک صرف منہ سے کھلانے کے محتاج نہیں آج بھی انجکشن سے غذا دیجاتی ہے اللہ پاک مسامات سے ناک سے جس راستہ سے بھی چاہیں غذا دیدیں اور غذا ضروری نہیں کہ روٹی ہو صرف ہوا میں وہ طاقت دیدیں کہ پیٹ بھر جائے ۔

صوم وصال حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے لیکن صحابۂ کرام کو آپ نے اس سے منع فرمایا کہ اللہ پاک مجھے تو غذا اسی حالت میں بھی دے دیتا ہے ۔ تم کو یہ درجہ نہیں مل سکتا ، آج ہومیو پیتھک کی دوا جتنی طاقت کم ہوگی فائدہ زیادہ دے گی ۔ ایٹم کی بنیاد ایسی ذرات پر ہے جو سب سے کم درجے کے ہوں اللہ پاک کی قدرت ان تمام ایٹموں سے کہیں زیادہ ہے وہ جس طرح چاہیں انتظام کر دیں ۔

پہلے حق تعالیٰ سے مانگو پھر ذریعہ اختیار کرو۔

اللہ پاک نے اصحاب کہف کو ایسا رکھا کہ دیکھنے والا سمجھے کہ جاگ رہے ہیں آنکھیں کھلی ہیں اور مزید یہ کہ ایک کتا دروازہ بٹھادیا اس کی بھی ہیئت ایسی ہے کہ سب سمجھیں کہ جاگ رہے ہیں غرض نہ کوئی آفت باہر سے آئی نہ اندر سے یہ اس دعا کی برکت ہے جو اصحاب کہف نے مانگی، غرض مومن کے سارے مقاصد کلیہ رجوع الی اللہ ہے ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے اللہ سے دعا کرو۔ وکیل سے پہلے خدا سے مشورہ لو دوکان سے پہلے اللہ سے مانگو ذرائع سارے بعد میں اختیار کرو پہلے دعا کرلو۔ ان اسباب میں برکت ہوگی اور اس کا اجر بھی اللہ پاک سے ملیگا۔

ہر حال میں ہم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

آگے فرمایا۔ اللہ کے سامنے محتاج بنے رہو ہر حال میں اللہ سے بے نیازی ظاہر نہ کرو اپنے طرز عمل سے زبان سے دل سے یہی ظاہر کرو اللہ کے دئیے ہوئے رزق کو ضائع نہ کرو۔ جس کے گھر بہت سا غلہ بھرا ہے کھانا سامنے آیا دو چار نوالے کھاکر باقی پھینک دیا کیا پرواہ ہے نہیں بلکہ جیسے حاجتمند فقیر کھاتا ہے اس طرح اسے کھاؤ اس کا شکر ادا کرو۔ محتاجی اللہ سے ظاہر کرو ——————

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی چیز ہدیہ پیش کرتا آپ کی عادت تھی کہ اگرچہ اس کی ضرورت نہ ہو یا پسند نہ ہو مگر ایسے اس کو لیتے تھے جیسے اس کے محتاج ہوں اس کی ضرورت ان کو ہو یہ کہنا کہ ہم کو تو ضرورت نہیں بڑا گناہ ہے تاکہ دینے والے کا دل ٹھنڈا رہے

ہر نعمت کی قدر کرو : —————— جو نعمت اللہ کی ملے اس کی قدر پہچانو یہ نہ کہو کہ میرے پاس سینکڑوں آجائیں گے یہ سب اس نے دیا ہے اگر ناقدری کی تو ترس جاؤگے دانہ دانہ کو، کراچی میں رزق کی ایسی بے ادبی ہے اس کی وجہ سے مہنگائی بڑھتی جارہی ہے کوئی نہیں جانتا کہ یہ گرانی مہنگائی کس لئے ہے یہ ساری رزق کی سب بے اعتنائی کی وجہ ہے۔

عربوں کی مہمان نوازی : —————— ایک عرب کے پاس کسی کا ۱۰ درہم قرض تھا وہ قرض خواہ تقاضہ کرنے آیا اس نے عذر کیا وہ چلنے لگا اسے روک لیا کہ تم میرے مہمان ہو، دنبہ ۸۰ روپے کا ذبح کیا اسے کھانا کھلایا عرب کی فطرت مہمان نوازی

کی ہے مگر ضائع اس کو نہیں کرتے۔ یہاں نئے نئے ہوٹل تو بنتے جارہے ہیں مگر قیمتی کھانے بھی بچ جانے کے بعد ضائع کر دئے جاتے ہیں یہ گرانی اسی وجہ سے ہے۔ فرمایا اللہ کے سامنے ہر وقت بتکلف محتاج بنے رہو اور فرمایا ہر کام میں اللہ پر بھروسہ رکھو۔ دنیا کے ... کام کرو مگر اعتقاد یہ بناؤ کہ نفع دینے والا اللہ ہے اور فرمایا نفس کی خواہشات سے بچو جس چیز کی رغبت نفس کی زیادہ ہو اسے غور کرو کہیں یہ گناہ تو نہیں ایسے ہی جس وقت نفس نے تقاضا کیا وہ کام نہ کر ڈالو بلکہ سوچ لو، اور نیک کاموں میں کل پر نہ ڈالو۔ کوشش کرو کہ جو کل کرنا ہے وہ آج کر ڈالو کل آنے والا کام بھی تو اپنی جگہ اہم ہوں گے پھر آج کا کام کل کرنے سے دو ہو جائے گا۔ جب آج نہ کر سکے تو کل کیسے کرو گے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول :-

حضرت کو چین نہیں آتا تھا جب تک کام پورا نہ ہو جائے۔ تمام کاموں کا بوجھ اور پھر سب کا نباہنا صرف ڈاک کو دیکھئے ہزاروں مختلف لمبے لمبے خطوط سب کا جواب دینا۔ ہم صرف ایک خط پڑھنا چاہیں تو بعض بعض ایسے کہ پورے دن میں نہ پڑھ سکیں اور آپ سارے خطوط چاہے کتنی رات ہو جائے کھانا نہ کھائیں گے جواب ضرور جائے گا وہ کام کرنے والے تھے، نفس کے بہانوں سے بچو اور نیک کام فوراً کر ڈالو۔

شہرت یا مصیبت : ——— اور فرمایا اپنے ذکر کو گمنام کرو کوئی نہ جانے کہ کیا پڑھتے ہیں، اکبر نے کہا ہے:-

اک زمانہ میں یہ خواہش تھی کہ جانیں ہم کو لوگ
اب یہ رونا ہے کہ ہم کیوں اس قدر جانے گئے

زیادہ تعارف سے راحتیں بھی ہیں مگر ایک عذاب بھی ہے کہ چین نہیں ملتا نفع کم نقصان زیادہ ہے اور فرمایا اللہ کا ہر حال میں شکر ادا کرتے رہو ——— یہاں تک کہ مصیبت، بیماری، تکلیف میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اور صبر بھی کرو۔ اب سوچنا یہ ہے کہ جیسے اللہ کی نعمتوں کی حدود کی انتہا نہیں ایسے ہی مصائب کی بھی کوئی حد نہیں ہے یہ شکر کرو کہ یا اللہ مجھے جتنی تکلیف ہے یہ کم ہے مجھ سے زیادہ تکلیف والے لوگ دنیا میں موجود ہیں دوسرے یہ کہ دنیا کی مصیبت آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ دین کی مصیبت آئے مثلاً کسی نے سود، شراب، غیبت شروع کر دی یہ اس سے بڑی مصیبت ہے جو بیماری یا مصیبت یا پریشانی تم پر آگئی اس لئے ان گناہوں سے جو بچ گیا تو یہ بات بھی قابلِ شکر ہے۔

دُنیا کی تکلیف آخرت کی کلفت سے بہتر ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ مالٹا جیل میں چار سال کی قید اور اسی سال کی عمر میں وہاں سے لکھا یاد رکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا الحمدللہ ! مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں گناہوں میں نہیں ، کتنے دن کی زندگی ہے اگر ساری زندگی بھی مصیبت میں کٹ جائے اور گناہوں سے بچ جائے تو یہ بہت اعلیٰ سودا ہے بڑا منافع ہے اس میں ، جب بے چینی میں ہو تو کہے الحمد للہ علی کل حال ، اعوذ باللہ من حال اھل النار۔ کیسے پیارے الفاظ ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ، اللہ پاک ہم کو اس پر دائم بنائے ۔ اور فرمایا استغفار کی کثرت کرو۔ توبہ کرتے رہو اس واسطے کہ آدمی کثرت سے گناہوں میں مبتلا ہے تو استغفار بھی کثرت سے ہو جایا کرے ۔

(۱۲ ربیع الثانی)

مولانا سید وصی مظہر ندوی

اسلامی حقائق اور جدید اصطلاحات

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ مصنفین اور مؤلفین علماء اور سیاسی رہنما دانشور اور خطیب اسلامی حقائق اور دینی تعلیمات کو ان اصطلاحات کے ذریعہ واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو مغرب سے درآمد کردہ ہیں اس سے اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان حقائق کو آسانی سے ذہن نشین کیا جاسکے اور دل و دماغ ان کو بآسانی قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں اسی طرح ہم یہ بھی دیکھتے ہیں سیاسی پارٹیاں اور اسلامی جماعتیں انہی عام اصطلاحات و معروف کلمات کے استعمال سے قوم کی عمومی تائید حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ چنانچہ وہ سیاسی معاملات کے بارے میں اسلامی احکام کو "جمہوریت" کے نام سے اور اسلام کے معاشی احکام کو اسلامی سوشلزم کے نام سے بیان کرتی ہیں اور سربراہ مملکت کیلئے خلیفہ امیر یا امام کے الفاظ کے مقابلہ میں صدر کے لفظ کو ترجیح دیتی ہیں انہیں اصحاب حل وعقد یا شوریٰ کے مقابلہ میں پارلیمنٹ یا قومی اسمبلی کے الفاظ زیادہ اچھے لگتے ہیں۔ عقیدہ کا لفظ انہیں بھاری لگتا ہے اس کے مقابلے میں نظریہ کا لفظ ان کی زبانوں پر خوب چڑھا ہوا ہے" اسلام اور دین وغیرہ الفاظ کے مقابلے میں لوگوں کی تحریر و تقریر میں اسلامی نظام کی اصطلاح زیادہ رواج پا چکی ہے۔

مسلمان انشا پرداز اور سیاسی رہنما اپنی بات سمجھانے کے لئے جب ان اصطلاحا
کا سہارا لیتے ہیں تو ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ عام اصطلاحات زیادہ عام فہم ہیں اور یہ
اسلامی حقائق کو ان نئی اصطلاحات ہی کے ذریعے ذہن نشین کرایا جاسکتا ہے۔ پھر مشہور
عربی مقولے (اصطلاح میں کیا جھگڑا جو چاہیئے وضع کرلو) کی وسعت سے فائدہ اٹھاکر ان کا خیال
یہ ہے کہ حقیقت اور مفہوم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی خواہ ان کو اصطلاحات اور الفاظ کا کوئی
سا بھی نیا لباس کیوں نہ پہنا دیا جائے اردو محاورے کے مطابق وہ سمجھتے ہیں کہ نام میں کیا دھرا
ہے لیکن عام طور پر جتنا اور جیسا کچھ سمجھا جارہا ہے معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے بلکہ عمیق فکر وسیع
نظر اور نتائج کے جامع جائزہ لینے کا متقاضی ہے۔

(۱) اصطلاحات ماحول اور حالات کی پیداوار ہوتی ہیں۔

پہلی حقیقت جو معمولی غور اور فکر سے بھی واضح ہوجاتی ہے یہ ہے کہ اصطلاحات
ماحول اور حالات کے تقاضوں کے مطابق پیدا ہوتی ہیں اور وضع کی جاتی ہیں۔ وہ تاریخی عوامل
مقبول علمی نظریات ادبی اور قومی روایات سے متاثر ہوتی ہیں ہر اصطلاح کے ساتھ کچھ
ایسے تصورات وابستہ ہوجاتے ہیں جو اس سے الگ نہیں کئے جاسکتے۔ چنانچہ جب ہم
کسی معاشرہ یا ماحول سے کوئی اصطلاح لیتے ہیں تو وہ اصطلاح صرف اس علمی
اور منطقی مفہوم پر دلالت نہیں کرتی جو کتابوں پر درج ہوتا ہے بلکہ اس اصطلاح کے ساتھ
ساتھ دیگر تصورات اور لوازم بھی چلے آتے ہیں خواہ ہم انہیں پسند کریں یا ناپسند
یہی وجہ ہے کہ ہمارا کامل دین اپنی ہی اصطلاحات اختیار کرنے پر بھی اتنا ہی زور دیتا
ہے جتنا اپنے احکام اور اصولوں کو ضروری قرار دیتا ہے اور اپنی اصطلاحات کی جگہ
کسی متبادل اصطلاح کو گوارا نہیں کرتا وہ اپنا نام اسلام مقرر کرتا ہے اور اپنے
پیروکاروں کو مسلم کے نام سے یاد کرتا ہے وہ ابراہیم خلیل اللہ کو یہودی یا عیسائی کہنے
کی سختی کے ساتھ تردید کرتا ہے۔

ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما۔	ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی بلکہ وہ تو یکسو مسلم تھا۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه۔	جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین چاہے گا تو وہ (دین) قبول نہ کیا جائیگا

اپنی اصطلاحات پر ہمارے دین کا یہ اصرار صرف بنیادی اصطلاحات ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ اس کی غیرت اپنی کسی اصطلاح کو بھی بدلنے کی اجازت نہیں دیتی۔ چنانچہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے وقت کو عَتَمَہ کہنے سے منع کیا حالانکہ اہل عرب میں عشاء کے وقت کے لئے عتمہ کا لفظ زیادہ معروف تھا۔

۲ جدید اصطلاحات کا نقص

دوسری حقیقت جس کا ہم مشاہدہ بآسانی کرسکتے ہیں یہ ہے کہ جدید اصطلاحات ناقص اور غیر جامع ہیں چنانچہ وہ اسلامی حقائق و معارف کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔

مثال کے طور آپ لفظ "نظریہ" یا لفظ "فکر" کو لے لیں۔ علماء اور مفکرین دور حاضر میں ان دونوں الفاظ کو بکثرت استعمال کرتے ہیں اور ان کو لفظ "ایمان" یا لفظ "عقیدہ" کا مفہوم بدل سمجھتے ہیں۔

حالانکہ "نظریہ" اور "فکر" کا اطلاق ان باتوں تک محدود ہے جو دراصل انسان کے ذہن و فکر کی دریافت ہوں یہی وجہ ہے کہ نظریات اور افکار میں غلطی کا امکان بھی رہتا ہے اور ان کے اندر تغیر تبدیلی اور ارتقاء بھی ہوتا رہتا ہے جبکہ عقیدہ اور ایمان ایسے الفاظ ہیں جن کے مفہوم کا تانا بانا یقین کامل اور عدم تغیر سے بُنا گیا ہے۔

اس طرح ناقص اور غلط تعبیر کی اور مثال "لفظ" "نظام" ہے جس کا انگریزی ترجمہ SYSTEM سے کیا جاتا ہے آج کل یہ اصطلاح بکثرت استعمال ہوتی ہے چنانچہ "اسلام" اور "دین" کے بجائے بالعموم "اسلامی نظام" کی اصطلاح کا چلن ہے اور بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ انتہائی ناقص اور غلط تعبیر ہے اس لئے کہ نظام کا لفظ جب دین کے لئے بولا جاتا ہے تو دین اسلام کے اہم ترین اجزاء کی طرف سامع کا ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا چنانچہ "نظام" کا لفظ سن کر عقائد عبادات انفرادی سیرت و کردار روحانی تجربات مثلاً معرفت الٰہی محبت خشیت تقویٰ اور احسان وغیرہ اہم ترین امور کی طرف کسی کی توجہ نہیں جاتی۔

کیونکہ لفظ نظام کا اطلاق بالعموم اس قسم کے معانی و مطالب پر نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ جب اسلام کے لئے لفظ نظام بولا جاتا ہے تو ہم اسلام کو گویا ان تمام مادی نظاموں کی سطح تک اتار لاتے ہیں۔ جن کو نوع انسان نے اپنے تجربے یا اپنی عقل سے ایجاد کیا ہے۔ لفظ

نظام میں کوئی ہلکا سا اشارہ بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ اسلام ایک سماوی دین ہے اور وہ وحی الٰہی اس کا اصل سرچشمہ ہے جس کے بارے میں ارشاد ربانی اس طرح ہے ۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ — باطل نہ اُس کے سامنے سے آسکتا ہے

ولا من خلفہ ۔ — اور نہ پیچھے سے ۔

جو لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ اسلام محض ایک سیاسی یا اقتصادی نظام ہے وہ لوگ انتہائی سخت فریب اور بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ اسلام کے سیاسی اور معاشی قوانین پر عمل درآمد صرف اس صورت میں ممکن ہے جب ان قوانین کی پشت پر اللہ، آخرت، رسالت اور وحی پر ایمان موجود ہو اور ان احکام پر عمل درآمد کرانے کے لئے ایسے افراد موجود ہوں جن کی انفرادی زندگی بندگی کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو جن کے دلوں میں ایمان اور تقویٰ جاگزیں ہو اور جن کے اخلاق، وفاداری اور صلہ رحمی کی صفات سے مزین ہوں ۔

چنانچہ " اسلام " کو نظام کہنے اور سمجھنے کی وجہ سے اکثر اسلامی جماعتوں کے ارکان اور کارکنان میں عقائد اسلامی، عبادات اور سیرت و اخلاق کی تعمیر کی طرف سے عمومی لاپرواہی نظر آتی ہے ان تنظیموں کے ارکان بالعموم اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اسلام کو قائم و نافذ کرنے کے لئے بس ایمان کی وہ مقدار اور عقیدہ کی بس اتنی پختگی کافی ہے جو اپنے آباؤ اجداد سے مسلمانوں کو ورثہ میں ملی ہے جس کی بنا پر ان کو اپنے دین سے محبت ضرور ہے مگر یہ محبت فہم و شعور سے قطعاً خالی ہے ۔

(۳) مغربی اصطلاحات گمراہ کن ہیں

حقیقت یہ ہے کہ مغربی اصطلاحات نہ صرف یہ کہ ناقص اور غلط ہیں بلکہ گمراہ کن بھی ہیں اور وہ حقائق دینی میں ایسے امور داخل کرنے کا موجب بن جاتی ہیں ۔ جن کا ان حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارے اس دعوے کی سب سے واضح مثال لفظ " جمہوریت " ہے اس لفظ کو ہم میں سے بہت سے لوگوں نے مستعار لے لیا ہے اور اس کا اطلاق حکومت کے اس ڈھانچے پر کیا جانے لگا ہے جو اسلامی احکام و روایات کے مطابق تشکیل پاتا ہے حالانکہ جمہوریت کا لفظ متعدد ایسے تصورات کا مجموعہ ہے جن تصورات کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور پھر اس کے کچھ ایسے لوازم ہیں جو اسلام کے قطعاً خلاف ہیں ۔

جمہوریت کی پہلی بنیاد " حاکمیت جمہور " ہے چنانچہ جو لوگ جمہوریت پر ایمان رکھتے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ :-

الف : اقتدارِ اعلیٰ جمہور کو حاصل ہے۔

ب : جمہور خطا اور غلطی سے پاک ہیں۔ چنانچہ ان کا یہ مقبول نعرہ ہے۔

'عوام کبھی غلطی نہیں کرتے'

ج :- پھر چونکہ کسی معاملے میں "جمہور" کے اندر کامل اتفاق رائے "اجماع" ممکن نہیں ہے اس لئے جمہور کی اکثریت کو جمہور کا درجہ عطا کر دیا گیا اور اکثریت کی رائے کو غلطی اور خطا سے پاک ہونے کا مقام دیدیا گیا جس کا دعویٰ جمہور کے لئے کیا گیا تھا۔ پھر حالات کے جبر کے تحت واضح اکثریت یا اکثریت مطلق کے بجائے نسبتاً اکثریت ہی کو جمہور کی آواز قرار دیدیا گیا یعنی دوسری جماعتوں یا آراء کو علیحدہ علیحدہ جتنی تائید حاصل ہے خواہ ان کا مجموعہ زیادہ بن جاتا ہو لیکن جو رائے علیحدہ علیحدہ حاصل کردہ تائید میں اکثریت حاصل کرے بس وہ جماعت یا وہ رائے ہی جمہور کی آواز ہے اور خطا سے مبرّا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عملاً اقلیت اکثریت پر حکمرانی کرتی ہے۔

د :- پھر جمہوریت میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑنے والی سیاسی جماعتوں کی موجودگی بھی ضروری ہے اور چونکہ جمہور کی حاکمیت پوری قوم میں تو ظاہر ہونے سے رہی اس لئے عملاً یہ حاکمیت اکثریت سے منتخب ہونے والی پارٹی کو حاصل ہو جاتی ہے پھر اکثریت سے منتخب ہونے والی یہ پارٹی پوری قوم کی نسبت سے اقلیت میں ہوتی ہے۔ کیونکہ اوّل تو

۵۰ فیصد سے زیادہ ووٹ نہیں ڈالے جاتے پھر یہ ۵۰ فیصد ووٹ بھی تین چار پارٹیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس طرح پوری قوم میں ۱۰ سے ۱۵ فیصد کی تائید حاصل کرنے والی پارٹی اسمبلی میں اکثریت حاصل کر لیتی ہے اور حاکمیت کے خدائی اختیارات استعمال کرنے لگتی ہے۔

پھر سیاسی پارٹیاں اپنے جلو میں بہت سی دیگر عظیم خرابیاں اور برائیاں ساتھ لاتی ہیں مثلاً

طلب اقتدار اور حصول اقتدار کے لئے ایک دوسرے سے مسابقت کیونکہ سیاسی پارٹی کی تعریف علم السیاست میں اس طرح کی گئی ہے ۔

POLITICAL PARTIES ARE GROUPS ORGANISQD FOR HURPWSE OF ACHIE RI NG AND EXERCISING HOWER WITHIN A HOLITICAL SESTEM

(ENCYCLOPI EDIA BRETANECA P677 VOL 14)

یعنی سیاسی پارٹیوں کے وجود کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ اقتدار حاصل کریں اور اگر حاصل ہے تو اسے استعمال کریں ۔

حصول اقتدار کی یہ خواہش اور کوشش اتنا عظیم فتنہ ہے کہ جس کے اندر بے شمار عظیم برائیاں جمع کر دی گئیں اسی لئے شریعت اسلامی میں اقتدار کی طلب کو قطعی حرام قرار دیا گیا ہے۔

سیاسی پارٹیوں کے ساتھ دوسری بڑی برائی جو لپیٹی چلی آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نظام کے اندر پارٹی عصبیت کو مطلوب اور لازمی شئے قرار دیا جاتا ہے ۔ جس کی وجہ سے پارٹی کا رکن کو ہر حال میں اپنی پارٹی کا ساتھ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے ۔ خواہ پارٹی حق پر ہو یا باطل پر ان کا عمل جاہلیت کے اس مقولے پر ہوتا ہے کہ "ہر حال میں اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم "پارٹی سیاست کا بھی دعویٰ یہی ہے ۔

MY PARTY EIGHTOR WRONG

طلب اقتدار اور پارٹی عصبیت سے اور بہت سے فتنے جنم لیتے ہیں ۔

پہلے اصول کے مطابق ہر فرد کو حصول اقتدار کے لئے کوشش کرنے کا نہ صرف یہ کہ حق ہے بلکہ اس قسم کی کوشش قابل تعریف صنف اور حوصلہ مندی کی نشانی ہے چنانچہ چالاک ہوشیار اور حوصلہ مند افراد نے حصول اقتدار کے لئے جو طریقے اپنے لئے جائز ٹھہرا لئے ہیں ان میں سے سب سے مؤثر طریقہ " خدمت جمہور ' کے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ کسی سیاسی پارٹی کی تشکیل ہے ۔ حالانکہ یہ سیاسی جماعتیں حکومت کے ایوانوں تک پہنچنے کی ایک سازش اور سربراہی کے حصول کے لئے ایک گھناؤنا گٹھ جوڑ ہیں ۔ پھر اس میدان مسابقت میں کامیاب صرف وہ پارٹیاں ہوتی ہیں جو دوسری پارٹیوں کے مقابلے زیادہ جھوٹ بول سکتی ہیں ۔ اور اور زیادہ دھوکہ دے سکتی ہیں پارٹیوں کے اندر قیادت اور رہنمائی بھی انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو سب سے زیادہ خطرناک چالباز اور جھوٹے ہوتے ہیں اور جو بے دھڑک لوگوں کو دھوکہ دے سکتے

ڑی مزے کی بات یہ ہے ان تمام بدترین عیوب کو کوئی شخص عیب ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا بلکہ ان کو الٹا سیاسی مہارت اور کامیاب زندگی کے گر سمجھا جاتا ہے ۔ پھر اس سارے فتنے کی پشت پناہی کرنے کے لئے ڈارون کا فلسفہ موجود ہے ۔ جن کے مطابق اپنی بقا کے لئے دوسروں سے جھگڑنا ہر موجود شئی کا حق ہے اور جو دوسروں کو ختم کرکے باقی رہتا ہے ۔ وہی سب سے بہتر اور موزون تر ہے ۔

تو یہ ہے مغربی جمہوریت بھلا اس کا اور اسلام کا کیا تعلق لیکن دونوں کے درمیان عظیم الشان فرق ہونے کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے اچھے خاصے دیندار لوگ جمہوریت کو عین اسلام قرار دیتے ہیں ۔

افسوس صد افسوس! کیا اسلام حاکمیت جمہور کو تسلیم کرسکتا ہے ؟ کیا وہ رائے عام کو خطا سے پاک تسلیم کرسکتا ہے ؟

اسی طرح اسلام جو حکومت کو انتہائی ذمہ داری اور جوابدہی کا منصب سمجھتا ہے اور اس لئے یوم الحساب پر ہر ایمان رکھنے والے سے توقع کرتا ہے کہ وہ اس جوابدہی سے جہاں تک ہوسکے گا دور رہنے کی کوشش کرے گا ۔

وہ اسلام بھلا مناصب حکومت کو فرد کے حق کی حیثیت کیسے دے سکتا ہے ۔ اور حصول اقتدار کی کوشش کو قابل تعریف حوصلہ مندی کیسے مان سکتا ہے ۔ لہٰذا جمہوریت خواہ پارلیمانی ہو یا صدارتی اسلام سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ۔

اسی طرح اسلام کے اقتصادی قوانین کو اسلامی سوشلزم یا اشتراکیت کہنا بالکل غلط اور گمراہ کن ہے کہاں اسلام اور کہاں سوشلزم اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اسلامی حقائق کو بیان کرنے میں حتی الوسع جدید درآمد کردہ اور مستعار اصطلاحات سے دور رہیں اور جہاں تک ہوسکے معروف اسلامی اصطلاحات ہی کو استعمال کریں ۔

عبدالعزیز سپنزادہ
متعلم دورہ حدیث دارالعلوم کراچی ۱۴

میں عصر حاضر کے معاشرے اس کی تہذیب و ثقافت کا قریب سے گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات پر حیران ہوں کہ نوجوان نسل باوجود اپنی روشنی طبع کے اخلاقی زوال و انحطاط کی طرف کیوں رواں دواں ہے؟ حتیٰ کہ اب نوبت یہ آرہی ہے کہ ہر طرف نظر دوڑانے کے باوجود، صحت مند پرجوش، اخلاقی اور انسانی معیار پر فائز نوجوان ہی دکھائی نہیں دیتے، افسوس سے زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے؟ اس تباہی اور بربادی کے جہاں اور اسباب ہیں ایک بڑا سبب اخلاقی بے راہ روی ہے جس کا مختصر سا جائزہ پیش کرنے کے لئے چند معتبر و مستند کتابوں کے کچھ اقتباس نقل کرتا ہوں۔

امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اہل علم، مفکرین عصر اور دیگر سیاستدان حضرات اس طوفانی سیلاب کو روکنے کی تہہ دل سے بھرپور کوشش کرتے رہیں گے۔ اس پرفتن دور میں اس زوال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کرہ ارض کے گوشہ گوشہ میں ایک بھی ایسی مملکت نہیں جو سینما ہاوس سے مبرا ہو چکا ہے وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی؛ حالانکہ شرم اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اسی دور میں بہت سے ممالک اسلام کے نام پر بن چکے ہیں لیکن اب تک کوئی ایسی مملکت نہیں کہ اس مملکت میں اسلام کے جمیع قوانین نافذ ہوں۔ بہرحال اب میں اصل موضوع سے متعلق اقتباس تحریر کرتا ہوں۔ پاکستان کی عظیم شخصیت جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی اپنی تالیف "عصر حاضر میں اسلام کیسے نافذ ہو؟" صفحہ ۳۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"ملک کے تمام شہروں ساری دنیا میں سینما ہاوس قائم ہیں جہاں دن رات حیا سوز فلمیں دکھا کر شرافت و متانت کو ذبح کیا جاتا ہے، ان فلموں میں عریانیت، فحاشی اور جنس پرستی کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے خاص طور سے غیر ملکی فلموں میں جو ہیجان انگیزی اور ہوس

پرستی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں وہ نوجوان نسل کے لئے سمِ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں
اور جب سینکڑوں افراد ان شرمناک مناظر کو ایک ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں تو ان کی قباحت
وشناعت کا تصور بہ لمحہ ختم ہوتا جاتا ہے، نگاہیں اس انسانیت کُش برائی کی عادی ہوتی
چلی جاتی ہے اور جنس پرستی کی یہ بیماری ایک متعدی جذام کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔

(۲) ______ ٹیلی ویژن نے یہ قیامت ڈھائی کہ جو بے حیائی کے کام سینما ہالوں نائٹ
کلبوں اور رقص گاہوں تک محدود تھے۔ اب اس کے ذریعے ایک ایک گھر کے ڈرائنگ روم
میں گھس آئے ہیں جو لوگ سینما ہالوں تک پہنچنے سے کتراتے تھے اب وہ گھر بیٹھے اس
"دولت" سے سرفراز ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ بڑے چھوٹے اور اپنے پرائے کی تمیز اس حد
تک مٹ گئی ہے کہ باپ، بیٹیاں اور بہن بھائی رقص وسرود اور فلموں کے خالص جنسی
مناظر نہ صرف ایک ساتھ بیٹھکر دیکھتے ہیں بلکہ ان پر تبصرہ کرتے ہیں اور بعض گھرانوں میں
یہ صورت بھی عام ہوگئی ہے کہ آس پاس کے پڑوسی اور محلے کے دوست احباب خاص خاص
پروگرام دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اور اجنبی لڑکے لڑکیاں بھی یکجا ہو کر ٹی وی سے لطف
اندوز ہوتے ہیں: ص ۴۱۲

(۳) ______ اخبارات نے عریانی وفحاشی کی نشر واشاعت پر کمر باندھ لی ہے، فلمی اشتہارات
کے حصہ میں جو بسا اوقات کئی صفحات پر چھایا ہوا ہوتا ہے روزانہ جنسی بہیمیت اور درندگی
کا جہنم دہکا ہوا ہوتا ہے اور اس میں ایسی ایسی تصاویر اور ایسی ایسی عبارتیں چھپتی ہیں جن سے
شیطان بھی پناہ مانگتا ہوگا۔" ص ۴۱۲

(۴) ______ عصر حاضر میں رسائل وجرائد نے عریانیت کو ایک مستقل ذریعہ تجارت بنا رکھا
ہے نہ جانے کتنے رسالے ہیں جو صرف عریاں تصویروں، فحش افسانوں اور بے حیائی کے
مضامین کے ذریعہ چل رہے ہیں اور ان سے جنس پرستی کا رجحان روز بروز قوت اختیار
کررہا ہے: ص ۴۱۳

(۵) ______ اس دور میں اشتہار بازوں نے عورت کو پیسے کمانے کا ایک حربہ سمجھ لیا
ہے چنانچہ دنیا کی کسی چیز کا اشتہار عورت کی تصویر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ ص ۴۱۳

(۶) ______ نیم عریاں نہیں بالکل عریاں تصویروں کی خرید فروخت عام ہوچکی ہے
اور نئی نسل کے لڑکے لڑکیاں ایسی ایسی تصویروں کے پورے البم کھلم کھلا خریدتے ہے
ہیں جن میں انسانوں کو گدھوں اور کتوں کی طرح جنسی اختلاط کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے

(۷) ______ خاص خاص مقامات پر ایسی بلو فلمیں بڑی بڑی قیمتیں وصول کرکے دکھائی
جاتی ہیں جن میں انسانوں کے جسم پر کپڑے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اور جنہیں دیکھ
کر درندے بھی شرما جائیں ...... پھر یہ ساری رام کہانی تو صرف ان فحاشیوں کی ہے

جو متوسط اور کم آمدنی والے حلقوں میں پھیلی ہوئی ہیں ان سے آگے بڑھکر دولت مند طبقوں اور نام نہاد " اونچی سوسائیٹوں " میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تصور بھی لرزہ خیز ہے " ماڈل گرلز اور سنگرگرلز " کے ذریعہ عصمت فروشی تہذیب کا جزو بن گئی ہے پستی و ذلت اور کمینگی کی انتہا ہے کہ ان اونچے حلقوں " میں تبادلہ ازدواج " کے باقاعدہ کلب قائم ہیں جن میں دیوثی کو ایک فن بنا لیا گیا ہے - ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ص۲۱۴ -

حاصل یہ کہ اس عالم کے ماحول کو جسے سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم نے جو شفاف دودھ کی طرح ہر قسم کے بیماریوں، لغزشوں سے صاف و ستھرا کر دیا تھا اب عصر حاضر میں اس کے برعکس کام ہو رہا ہے، دیوثی اور دیگر بدعنوانیوں کے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑایا جا رہا ہے - مزید دردناک اور افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ جو ان قتل گاہوں اور بدعنوانیوں میں پہلی پوزیشن حاصل کر لیتا ہے اس کو ایوارڈ دیا جاتا ہے ایوارڈ کو چھوڑیئے ایوارڈ اپنی جگہ ہے - بلکہ اُسے مملکت کی عظیم شخصیتوں میں سے ایک منفرد شخصیت شمار کیا جاتا ہے اور جب ایسے اشخاص کسی حکومت کی منفرد شخصیت شمار ہوتے ہیں تو پھر اس گورنمنٹ کا نظم و نسق درہم برہم ہو ہی جاتا ہے ایسی سوسائیٹیوں والے آدمیوں کو تو ڈوب ہی مرنا چاہیئے، تاکہ اس فرعونی سوسائٹی سے کرہ ارض کے دیگر ذی شعور اور شرافت والے انسان نجات پا جائیں -

اب میں ڈاکٹر محمد نادر رضا صدیقی کی کتاب " پاکستان میں مسیحیت " سے چند اقتباس پیش کروں گا جو عصر حاضر کی نوجوان نسل کے حالات کے ترجمان ہیں کہ وہ کس طوفان برپا کرنے والے حالات (SOCIET) سے گزر رہے ہیں ڈاکٹر صاحب ص۱۳۰ پر لکھتے ہیں کہ :-

آج کل یورپ (جس کا بیشتر حصہ مسیحی ہے) اخلاقی دیوالیہ پن کے علاوہ جنسی بے راہ روی کے راستہ پر نہایت تیزی کے ساتھ اس طرح چل پڑا ہے کہ خود ان کے سنجیدہ اہل فکر کانپ جاتے ہیں - جنسی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے موجودہ عیسائی تمدن نے عورت کو گھر کی چار دیواری سے باہر کھینچ نکالا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عورت سے نسوانیت ختم ہوتی چلی گئی وہ دوکانوں، ہوٹلوں، ریستورانوں، ہوائی جہازوں میں مردوں کی دل بستگی کا سامان مہیا کرنے پر سیلز گرل، ایئر ہوسٹس" اور مختلف شکلوں میں لائی گئی فیشن شو اور ماڈل گرل کے نام پر اپنی بانہیں، ٹانگیں اور دیگر اعضا کی نمائش و پیمائش کا مظاہرہ کرنے لگی - وہ اور آگے بڑھی - بال روم اور نائٹ کلبوں میں عریاں ناچنے لگی - اس کا لباس تار تار ہوگیا - لیکن عیاشی مردوں کی اس سے بھی تسکین نہ ہوئی - انہوں نے برہنہ تصاویر فحش پکچرز اور عریاں فلموں کے کلب قائم کئے اور جنسی اعضاء کے پلاسٹک ماڈل بڑی آزادی کے ساتھ عوام میں فروخت ہونے لگے - اس کے لئے بھی سیلز گرلز کو میدان میں لایا گیا"

اور آگے چلکر بحوالہ (GODSPC AKS OULON NEW MOFALIT) لکھتے ہیں کہ :۔

(۱) ــــ کم عمر لڑکوں کا آج کل سویڈن" میں یہ حال ہے کہ اپنی دوست لڑکی کو وہ اپنے گھر لاتے ہیں تاکہ وہ رات بھران کے ساتھ سوئے (اصل کتاب ص ۴۹ ترجمہ یعنی پاکستان میں مسیحیت ص ۱۳۱۔

(۲) ــــ سویڈن میں ایسے واقعات کی حوصلہ شکنی نہیں کی جاتی بلکہ وہاں حکومتی ادارے ہیں جو مانع حمل تدبیریں اور معاشرتی بیماریوں سے بچنے کے طریقہ بتاتے ہیں جب کوئی کنواری حاملہ ہوجاتی ہے تو وہاں پبلک ویلفیر ایجنسیاں ہیں جو اس کی مدد کرتی ہیں اگر وہ بچہ چاہتی ہے تو اس کو بشمول زچگی وغیرہ سہولیتیں دی جاتی ہیں اگر وہ بچہ نہیں چاہتی تو اس کو قانونی اجازت دلائی جاتی ہے کہ وہ اسقاط حمل کرلے ص ۸۱۔ ص ۱۳۱

(۳) ــــ لندن میں پارک شدہ کاروں میں مباشرت کی کھلی اجازت ہے۔ پولیس کو مداخلت کی اجازت نہیں ۔ ص ۸۲، ص ۱۳۱

(۴) ــــ لاس اینجلز کے ہائی اسکول میں ۱۴ لڑکیاں اپنے گریجولیشن کورس میں شرکت سے محروم ہیں جس کی وجہ ۔ پیشگی حمل ہے ۔ ص ۸۲ ۔ ص ۱۳۱

(۵) ــــ امریکہ کی پبلک ہیلتھ سروس کی اطلاع ہے کہ سالانہ اوسط ڈھائی لاکھ ناجائز بچوں کی پیدائش ہوتی ہے ۔ گذشتہ دس برسوں کے مقابلے میں یہ اضافہ ۶۰ ہزار ہے ۔ ص ۸۳ ۔ ص ۱۳۲

(۶) ــــ اندازہ لگایا گیا ہے کہ تقریباً بیس لاکھ غیر قانونی اسقاط حمل ہر سال ہوتے ہیں ۔ حوالہ بالا ۔ ص ۸۳ ۔ ص ۱۳۲ ۔

(۷) ــــ لندن ڈیلی میل میں یہ خبر شائع ہوئی کہ آکسفورڈ کے منتہی طلبہ نے (جن میں دو لڑکیاں بھی تھیں) گذشتہ یونیورسٹی حکام کو ایک "جنسی منشور" (سکس چارٹر) پیش کیا ۔ ص ۸۶ ۔ ص ۱۳۲

(۸) ــــ ڈیلی ٹیلیگراف لندن رپورٹ دیتا ہے کہ پیدا ہونے والے چھ بچوں میں ایک حرامی ہوتا ہے سرسری طور پر ہر تین میں سے دو ، بیس سال سے کم عمر لڑکیوں کے حمل شادی سے قبل ہوجاتے ہیں ص ۸۸ ، ص ۱۳۲

(۹) ــــ ۱۹۶۴ء کے موسم گرما میں انٹرنیشنل پلانڈ پیرنٹ ہڈ فیڈریشن نے لندن کے چرچ ہاؤس میں کانفرنس کی جس میں چھیالیس قوموں کے نمائندہ شریک تھے ۔ اجلاس کے شرکاء میں عمومی طور پر شادی سے پہلے جنسی تعلقات میں ہم آہنگی تھی حتی کہ کم عمر لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان بھی ۔ ص ۱۰۱ ، ص ۱۳۲

(۱۰) ــــ .. سان فرانسسکو میں ۱۹۶۴ء سے ہر سال ہم جنس پرستوں کی ایک خصوصی

تقریب منعقد کی جاتی ہے جو ہر سال بڑھ رہی ہے۔ ایسی ہی تقاریب "لاس اینجلز، نیو یارک، ہوسٹن اور سینٹ لوئیس میں ہوتی ہیں صرف ایک شہر" سان فرانسسکو میں (GAYBARS) ہیں۔ پاکستان میں مسیحیت ص ۱۳۲

- ـــــــ کنسے (KINSY) رپورٹ کے مطابق دس فیصد امریکی مرد زیادہ یا کم مدت سے لواطت باز ہیں۔ مگر چار فیصد ایسے ہیں (جن میں ۲ فیصد عورتیں شامل ہیں) جو زندگی بھر ہم جنس پرست ہیں۔ ص ۱۳۲

- ـــــــ سان فرانسسکو کا (ABONIS BOOK STORYC) تقریباً ۳۶۰ مختلف رسائل تقسیم کرتا ہے جن میں شہوت انگیز لٹریچر، ننگی تصاویر حرام کاری کے طریقے، فحش حرکات اور میڈم سوٹو ووس (SOTOYOCC) کے مشورے شامل ہوتے ہیں۔ ص ۱۳۳

- ـــــــ لواطت کرنے والے چار افراد میں سے ایک تاجر ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں مکمل طور پر "گے ورلڈ" (GAY WORLD) میں رہتا ہوں میرا وکیل "گے" ہے، میرا ڈاکٹر "گے" ہے میرا دندان ساز "گے" ہے میرا بینکر "گے" ہے اور جو "گے" نہیں وہ میرا مکان والا ہے۔ (ٹائمز میگزین نیویارک ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

نوٹ:۔ جملہ انسانان عالم سے گذارش ہے کہ وہ اس طوفانی سیلاب کی گندگیوں کے آگے بند باندھنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں ورنہ توی اندیشہ ہے کہ انسانی شرافت و عظمت دنیا سے کوچ کر جائے گی۔

کے سلسلہ میں ہر احتیاط بالائے طاق رکھ دیتے ہیں چنانچہ وہ اپنی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مرد ٹیوٹر مقرر کرلیتے ہیں۔ وہ ٹیوٹر لڑکی کو پڑھانے کے لئے ایسی جگہ میں بیٹھتا ہے جہاں سوائے اس لڑکی کے کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں ایسے ایسے عبرتناک واقعات جنم لیتے ہیں جن کے بیان کرنے سے ہی انسان شرم سے پانی پانی ہوجائے۔ بخدا میں ایسے بہت سے شواہد پیش کرسکتا ہوں جن سے میرا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ اللہ کی اس مخلوق میں سب خیر ہی والے نہیں ہیں، ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر ٹیچر اور ٹیوٹر کے بارے میں یہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنے دلی جذبات سے مغلوب ہوجاتا ہے اور اپنی شاگرد سے ہی اس کا غیر شریفانہ تعلق پیدا ہوجاتا ہے بلکہ بہت سے ایسے نیک و شریف لوگ بھی ہیں جو اپنی پاکیزہ طبیعت میں فرشتوں کو بھی شرما دیں، لیکن اسلامی تعلیمات اس کی مکمل روک تھام کرتی ہیں اور کسی بھی صورت میں اس کو درست نہیں سمجھتیں کہ کوئی اجنبی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت گزیں ہو۔ پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ ہم کسی شرعی تقاضے کو نبھانے کے لئے دوسرے پر شک و شبہ کو بنیاد بنائیں مثلاً ایک غیر محرم مرد سے لڑکی کو تعلیم نہ دلانے کی وجہ میں ہمیں یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے کہ صاحب! اس کیریکٹر سے خطرہ لاحق ہے۔ ہم سیدھے سادے طریقے سے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا، وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ہدایت دیں، اسے تھام لو اور جس بات سے روک دیں، اس سے باز رہو اور خدا تعالیٰ سے بے خوف نہ ہو وہ یقیناً سخت پکڑ کرنے والا ہے۔

ایسے مواقع پر تو خود پڑھانے والے ہی کو چاہیئے کہ وہ احتیاط و گریز کا طریقہ اختیار کرے اس سے خود اس گھرانے میں اس کی وقعت و عظمت زائد ہوگی اور پھر کوئی خوش ہو یا نہ ہو اس کی جان تو ایک حرام کام میں پھنسنے سے بچ جائے گی۔

حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کی نصیحت

حضرت میمون بن مہران کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اے میمون! کسی ایسی عورت کے ساتھ جو تمہاری
محرم نہیں ہے کبھی خلوت نہ اختیار کرو، اگرچہ اکیلے میں
تم اسے قرآن کریم ہی پڑھانا چاہتے ہو اور ہرگز شاہوں
اور امیروں کے ساتھ نہ لگو خواہ تم یہ سمجھتے ہو کہ
انہیں اچھے کاموں کا حکم دیتے اور بُرے کاموں سے
منع کرتے رہو گے، اسی طرح حرص و ہوس کے
مارے ہوؤں کے پاس کبھی مت بیٹھو ورنہ تمہارے
دل میں بھی کوئی بات ایسی پیدا ہوگی جو خدائے تعالیٰ
کی ناراضی کا سبب بنے"۔

ایک طرف تو صورت یہ ہے کہ کسی اجنبی عورت و مرد کا تنہائی میں یکجا ہونا دین و شریعت اور اہل تجربہ کی رائے میں ممنوع ہے اور تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ ایک نوجوان، آزاد اور اڈوانس گھرانے کی اخلاق سے بے نیاز لڑکی کو خود پیغام نکاح دیتا ہے اور موجودہ گھرانے اس بات کی کھلی چھٹی دے دیتے ہیں کہ دونوں منگیتر ایک دوسرے کے ساتھ اکیلے گھومیں پھریں کبھی وہ اسے کسی ساحلی مقام پر لے جائے، کبھی کسی سینما میں لا بٹھائے۔ کبھی یہ آزادی یہاں تک دے دی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی باہوں میں باہیں ڈالے سب کے سامنے مچلتے رہتے ہیں۔

پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بعض اوقات شادی ہونے سے پہلے ہی اس قسم کے آزادانہ اختلاط سے، دونوں کی دلچسپی بھی ایک دوسرے سے ختم ہو جاتی ہے اور جس مقصد کے لئے یہ "آزادی" دے دی تھی، وہ بھی حاصل نہیں ہوتا اور ایک دوسرے سے بیزار ہو کر یہ دونوں کسی اور تجربہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

اور اگر نوبت شادی تک آ بھی جاتی ہے تو بھی اشتیاق و رغبت کا وہ انداز باقی نہیں رہتا جو میاں بیوی کے تعلقات میں حلاوت اور مضبوطی پیدا کر دے۔ بے رغبتی بے تکلفی کے ساتھ ظاہر داری میں نبھا لیتے ہیں۔

اختلاط کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ بعض اوقات کوئی عزیز دوست اپنے دوست کے گھر آتا ہے جبکہ وہ گھر پر موجود نہیں ہے تو اس کی بیوی اس کے سامنے آتی ہے، اس کا استقبال کرتی ہے۔

"آیئے بیٹھئے!"

بھئی! وہ کہاں ہیں؟

تھوڑی دیر میں آتے ہوں گے، آپ بیٹھئے جب تک وہ آئیں۔

یہ صاحب گھر میں آ جاتے ہیں اور دوست کی بیوی کے ساتھ اکیلے بیٹھ جاتے ہیں، رفتہ رفتہ اس طریقے کی ملاقاتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ بعض اوقات ایسی صورت حال میں یہ نشست بالکل

تنہائی کی نہیں ہوتی بلکہ بچے بھی آس پاس کھیلتے کودتے پھرتے ہیں مگر وہ ایسے ناسمجھ ہوتے ہیں کہ انہیں ان معاملات کی نزاکت کا کچھ احساس نہیں ہوتا کہ اجنبی دوست اور گھر کی خاتون کے درمیان کیا معاملات ہو رہے ہیں، وہ اس سے یکسر بے خبر ہوتے ہیں۔

بلکہ آجکل تو کہا جاسکتا ہے کہ کسی حد تک خبردار ہو جاتے ہیں تو بھی اس عمر میں وہ اسے کچھ غلط اور بُرا نہیں سمجھتے بلکہ خود اس کی نقل اُتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہرحال ایسی بے ضرر تنہائی میں آپ کا کیا خیال ہے؟ موضوعِ گفتگو کیا ہوتا ہوگا؟ اس کا جواب تجربہ کار مغربی دُنیا سے سُنئیے! یورپ کی ایک لیڈی ڈاکٹر کہتی ہے کہ:

"میں بحیثیت ایک ڈاکٹر کے اس بات کا یقین رکھتی ہوں کہ ایسا ممکن نہیں ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت جو طویل اوقات ایک دوسرے کے ساتھ تنہا رہتے ہوں، ان کے درمیان کوئی ایسا تعلق بھی پیدا ہو جائے جو شہوانیت سے محفوظ و پاک ہو اور ایسے واقعات کی کوئی انتہا نہیں جس میں ایسی صُورت میں ناگفتہ بہ واقعات پیش نہ آتے ہوں۔ میں نے ان غیر شادی شدہ لڑکیوں میں جو عنقریب ناجائز بچہ کی ماں بننے والی ہوتی ہیں، اس بات کو آزمایا۔ میں نے ان میں سے بعض سمجھدار اور حساس لڑکیوں سے اس بارے میں پوچھا کہ اس حد تک نوبت کیسے آگئی؟ تو ہر لڑکی نے میرے جواب میں یہی بتایا کہ تنہائیوں میں ضبط نہ ہو سکا۔ اسی طرح وہ تمام شادی شدہ عورتیں بھی جو اس قسم کی غلطیوں کا شکار ہوئیں یہی کہتی ہیں کہ ہم اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکیں۔"

اے میرے آقا! اے میرے رہبر و رہنما! اے اللہ کے سچّے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم! آپ نے کیا خوب فرمادیا تھا کہ

"خبردار کبھی کوئی مرد کسی اجنبی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو ورنہ اسے یا عورت کو بُرائی کا خیال ضرور آئے گا۔"

آپؐ سے پوچھا گیا کہ ایسا جب بھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ دونوں نیک ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگرچہ وہ دونوں نیکی میں ایسے ہوں جیسے عورتوں میں حضرت مریم علیہ السلام اور مردوں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام، تب بھی اس کا اندیشہ ہے۔"

شریعت و سیاست

افادات اولیائے دیوبند ۔ ترتیب :۔۔۔ مولانا عبدالرزاق صاحب مدظلہ'

ناشر :۔۔۔۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد ۔ ضلع بہاولنگر۔

٦٤ صفحات کے اس مختصر کتابچہ میں اسلامی مملکت کے بنیادی خدوخال کی ایک موثر مختصر مگر جامع ترجمانی کی گئی ہے۔ مسلمان حاکم کے اوصاف، دستور مملکت، عوام کے حقوق اور دینی سیاست کے مقاصد، ان کے ارکان اور سیاست کی شرعی حیثیت جیسے عنوانات پر مستند اور حقیقت پسندانہ انداز سے گفتگو جمع کر دی گئی ہے۔

طباعت کا معیار موضوع کی اہمیت کے شایان شان نہیں ہے تاہم سفید کاغذ پر اوسط درجہ کی کتابت کے ساتھ چار روپے اسی پیسے میں یہ کتابچہ مہنگا نہیں ہے۔ امید ہے کہ اہل ذوق بالخصوص سیاست کی حقیقت اور اسلامی سیاست کے اصول و قواعد کی معلومات سے دلچسپی رکھنے والے اس سے مستفید ہوں گے ۔۔۔۔۔۔ (ر ۔ ع ۔ ٥)

نام کتاب : "نماز حنفی، قرآن وحدیث کی روشنی میں"

مرتب : جناب حافظ غلام رسول صاحب

ناشر : دارالعلوم عزیزیہ نقشبندیہ ۔ ڈیرہ غازیخان ۔

ہماری شامت اعمال نے یہ دن دکھائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس علمی اختلاف کو امت کے لئے رحمت قرار دیا تھا ۔ اسی چیز کو ہم نے اپنی کم فہمی سے باہمی نزاع اور انتشار کا سبب بنالیا ہے ۔ فقہاء امت کے اجتہادی جزئیات درحقیقت قرآن وسنت ہی کی روشنی میں ثابت ہوتے ہیں اور اس کی بدولت امت کے لئے ایک بڑی سہولت یہ پیدا ہوجاتی ہے کہ ایک ہی کام کو کرنے کے کئی انداز سامنے آجاتے ہیں جس سے پوری امت کے مختلف لوگ اس کام کو ان مختلف طریقوں سے ادا کرکے تعمیل حکم کی سعادت حاصل کرلیتے ہیں ۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ یہ تمام تر اجتہادی جزئیات اور ان میں مسئلہ کی مختلف جہات انہی مقامات پر پیش آتی ہیں کہ جہاں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی صریح اور واضح حکم موجود نہ ہو ۔ ورنہ جو چیزیں قرآن وحدیث پوری وضاحت کیساتھ ثابت ہوتی ہیں ۔ ان میں کسی مجتہد کے اجتہاد کا کوئی دخل ہی نہیں ہوسکتا ۔ البتہ اگر کسی معاملہ میں مختلف احادیث وارد ہوں تو ان روایات کو ترجیح دینے میں اور ان کے مصداق متعین کرنے ممکن ہے کہ فقہاء امت کی رائے میں اختلاف ہوجائے ۔ چنانچہ بعض علمی اختلافات اسی بناء پر ہوتے ہیں ۔

ایک عرصہ سے یہ غلط فہمی پیدا کیجارہی ہے کہ مجتہد اعظم امام ابوحنیفہؒ کے ہاں قرآن وحدیث سے الگ اپنی ذاتی آراء اور عقلی احتمالات کی بنیاد پر مسائل کا حکم معلوم کیا جاتا ہے ، نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ کی ان کے ہاں کوئی اہمیت نہیں ۔ یہ پروپیگنڈا جس قدر حقیقت سے دور ہے اتنا ہی گھناؤنا الزام ہے ، جس کو دانستہ طور پر پھیلانے والے ، اپنے اس فعل بد کے انجام سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے ۔

جناب حافظ غلام رسول صاحب نے اسی زہریلے پروپیگنڈے کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے نماز کی اس کیفیت کو جو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے واضح فرمائی ہے ۔ احادیث کی روشنی میں بیان کیا ہے ۔ اس کتابچے کے مطالعے سے ایک عام انصاف پسند طبیعت اس کا فیصلہ کرسکتی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے استنباط ومسلک کو عقل وقیاس کا پلندہ کہنے والے کس قدر حماقت اور جہالت کا شکار ہیں ۔ یہ بھی محسوس ہوجائے گا کہ حنفی مسلک کے حضرات بھی اپنی نماز قرآن وحدیث کے مطابق ہی پڑھتے ہیں ۔

البتہ آجکل کے دین بیزار ماحول اور معاشی الجھنوں سے لبریز معاشرہ میں ایسی کتابوں کو صرف اسی حد تک محدود رکھنا ضروری ہے کہ اس مسلک پر چلنے والا اس کے مطالعہ سے اپنے آپ کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا ہی سمجھے اور شکوک و شبہات کے کانٹے اس کے دل سے نکل جائیں اور دوسرے لوگ بھی یہ تصور کرلیں کہ حنفی لوگ بھی بہر حال حدیث پر عمل پیرا ہیں۔ گو ہمارا عمل ان احادیث کے بجائے حدیث شریف کی دوسری روایات پر ہے۔ اس کے بجائے اگر ان کتابچوں سے مناظرہ بازی اور ایک دوسرے کو بددین قرار دیئے جانے کا آغاز کر دیا گیا تو اپنی جگہ یہ چیز جتنی غلط ہے وہ تو ہے ہی، امت مسلمہ کے باقیماندہ شیرازہ کو بکھیرنے میں یہ انداز کسی سریع الاثر مہلک زہر سے کم نہیں۔

امید ہے، قارئین اسی نیت سے اس کو پڑھیں گے اور اجتہادی اختلاف کو باہمی نزاع کا سبب بنانے سے گریز کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کے حسن نیت کی برکت سے یہ امید پوری فرمائیں آمین

(ا ۔ ع ۔ ہ)

حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی تالیفات سے دورِ حاضر کے انسانوں کی اصلاح کا جو عظیم الشان کام ہوا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی ہو رہا ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ حضرت والا کی تمام تالیفات مواعظ و ملفوظات مسلسل طبع ہو کر لوگوں کے مطالعہ میں آتی رہیں۔ اس مقصد کیلئے بہت سے ادارے مصروفِ کار ہیں۔

لیکن ایک عرصہ سے اسکی بھی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی وہ تحریریں جو کہ کم یاب یا نایاب ہو چکی ہیں۔ انہیں اپنی اصلی ہیئت کے ساتھ دوبارہ ہدیۂ ناظرین کیا جائے۔ بحمد اللہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے ادارہ "اشرف العلوم شعبہ دار العلوم کراچی" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو نایاب کتابوں کی طباعت کا انتظام کیا کرے گا، اور ان کتابوں کی اشاعت دار العلوم ہی کے دوسرے شعبے مکتبہ دار العلوم کے ذریعے ہوگی۔

علم و عرفان کے تشنگان اپنی سیرابی کیلئے درج ذیل پتہ سے اس کتاب کو حاصل کر سکتے ہیں نیز ناظرین سے اسکی گذارش ہے کہ اگر انکے علم میں حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی کا کوئی نایاب قلمی مسودہ یا طبع شدہ نایاب تالیف ہو تو ادارہ ھٰذا کو عاریۃً طبع جدید کیلئے عنایت فرما دیں اس کا اجر بھی انشاء اللہ ان کے اعمال حسنہ میں جمع ہو کر ذخیرہ سعادت دآخرت کا ہوگا۔

ناظم ادارہ اشرف العلوم شعبہ دار العلوم کراچی

کتاب منگوانے کا پتہ: مکتبہ دار العلوم کراچی
ڈاکخانہ دار العلوم کراچی ۱۴